سرپرستان الحکم کے نام ایک نیاز نامہ

برادران! السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ

میں نے ۱۰۔ جنوری سنہ رواں کی اشاعت میں مخدومی میر مردان علی صاحب کا گرامی نامہ درج کرتے ہوئے یہ ارادہ ظاہر کیا تھا کہ عنقریب میں ایک سرکلر بیشتر سرپرستان الحکم کی خدمت میں الحکم کی توسیع اشاعت کے لئے ارسال کرونگا اور سو منتخب اور معزز سرپرستوں کو کم از کم دس دس خریدار دینے کیلئے مجبور کروں گا مگر ابھی تک مجھے فرصت نہیں ملی کہ میں وہ موعودہ چٹھی لکھ سکوں اور سو مقتدر اور بارسوخ اصحاب کے نام منتخب کر سکوں۔ تاہم میں دیکھتا ہوں کہ باوصفیکہ اسوقت تک کوئی باقاعدہ اور متواتر تحریک توسیع اشاعت کے متعلق نہیں کیگئی لیکن الحکم کے سرپرست اور مربی اپنی جگہ باتحریک بھی کام کر رہے ہیں۔ جس کیلئے میں مجموعی طور پر جزاہم اللہ احسن الجزا کہتا ہوں۔ اور ان کو مزید توجہ دلانے کیلئے یہ عریضہ بذریعہ الحکم لکھتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ قوم اس پر پوری توجہ کریگی۔

الحکم کے ذریعہ سے میں جسقدر خدمات قوم کی کرنی چاہتا ہوں اون کا پورا ہونا محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق پر منحصر ہے لیکن جہانتک عالم اسباب میں اسباب کا تعلق ہے وہاں تک وہ الحکم کی کثرت اشاعت کے ساتھ وابستہ ہیں۔ کیونکہ کثرت اشاعت مجھے اس قابل بنا سکیگی کہ میں اسی قیمت میں اس کے حجم میں اضافہ کروں اور اسیطرح وہ کل ضروریات جو ایک اخبار کے ذریعہ پوری ہو سکتی ہے پوری کرنیکی سعی کیجاوے۔

میں دیکھتا ہوں کہ البشریٰ کے اعلان پر کم و بیش ہر روز درخواستوں کا سلسلہ جاری ہے اور ڈیڑھ سو سے زائد درخواستیں آ بھی چکی ہیں لیکن اگر ہمارے سرپرست توجہ کریں اور ہر واحد خریدار کم از کم ایک جدید خریدار ہر مہینے بہم پہنچانیکا عزم کرے اور اپنا فرض سمجھے کہ وہ پیشگی قیمت دینے والے خریدار بہم پہنچانے کی سعی میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہ کریگا تو الحکم کی ماہوار اشاعت ایک ہی مہینے میں سولہ سو ہو سکتی ہے۔ اور اسیطرح بہت سی ضروریں الحکم ہی کے ذریعہ پوری ہو سکتی ہیں اسوقت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے الحکم نو سو چھپتا ہے لیکن دو لاکھ سے زیادہ آدمیوں کی جماعت کا ارگن جو چھ سال سے جاری ہے اسکی یہ اشاعت بہت ہی کم ہے۔ اگر دس فیصدی بھی الحکم لینے والے ہوں تو دو لاکھ کی جماعت میں الحکم کی اشاعت کم از کم بیس ہزار ہونی چاہئے مگر اس کے واسطے ضرورت ہے تحریک کی ضرورت ہے سعی اور کوشش کی اس لئے میں اپنے سرپرستوں کی خدمت میں اس مختصر نیاز نامہ کے ذریعہ سے یہ التماس کرتا ہوں کہ وہ الحکم کی توسیع اشاعت کیلئے مناسب اور موزون تدابیر کو کام میں لاویں۔ اور ہر واحد خریدار کم از کم ایک سال کیلئے یہ عزم کرے کہ وہ ایک جدید خریدار ہر مہینے الحکم کو دیگا میں دیکھونگا کہ الحکم کے [illegible] خریداروں میں سے کتنے ہیں جو اپنے عزیز الحکم کی توسیع اشاعت کے کام میں حصہ لینے والے ٹھہرتے ہیں اور اگر کم از کم چار سو بھی ایسے صاحب عزم بزرگ نکل آئیں تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ اسی قیمت میں وہ الحکم کے حجم میں بہت بڑا اضافہ دیکھیں گے اور الحکم کو ایک مکمل ارگن قریباً تمام قومی ضرورتوں کا پائیں گے اور قوم کی جن جن ضرورتوں کو محسوس کر کے الگ رسالے یا کتابوں کے اشتہارات وقتاً فوقتاً مشتہر کئے جاتے ہیں۔ وہ سب الحکم ہی کے ذریعہ انشاء اللہ پورے ہو سکیں گے۔ پس یہ کام منحصر ہے ہمارے سرپرستوں کی ہمت پر اور بالآخر اللہ تعالیٰ کے فضل پر۔

میں امید کرتا ہوں کہ بہت جلد توسیع اشاعت الحکم کا کالم الحکم میں قائم کر سکونگا جو بزرگ میری اس تجویز کے موافق الحکم کی توسیع اشاعت کیلئے والنٹیر ہوں چاہئے کہ وہ جلد تر اطلاع دینے سے شرف بخشیں۔

قوم کا خادم ...... ایڈیٹر الحکم

تکمیل شریعت

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ایسے وقت میں دنیا سے اپنے مولیٰ کی طرف بلائے گئے جبکہ وہ اپنے کام کو پورے طور پر انجام دے چکے اور یہ امر قرآن شریف سے بخوبی ثابت ہے۔ جیسا کہ اللہ جلشانہ فرماتا ہے اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا یعنی آج میں نے قرآن کے اتارنے اور تکمیل نفوس سے تمہارا دین تمہارے لئے کامل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر پوری کر دی اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کر لیا حاصل مطلب یہ کہ قرآن جس قدر نازل ہونا تھا نازل ہو چکا اور مستعد دلوں میں حیرت انگیز تبدیلیاں پیدا کر چکا اور تربیت کو کمال تک پہنچا دیا اور اپنی نعمت کو ان پر پورا کر دیا۔ اور یہی دو رکن ضروری ہیں جو ایک نبی کے آنیکی علت غائی ہوتے ہیں اب دیکھو یہ آیت کس زور شور سے بتلا رہی ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہرگز اس دنیا سے کوچ نہ کیا جب تک کہ دین اسلام کو تنزیل قرآن اور تکمیل نفوس سے کامل نہ کیا گیا۔ اور یہی ایک خاص علامت منجانب اللہ ہونیکی ہے جو کاذب کو ہرگز نہیں دیجاتی۔ بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کسی صادق نبی نے بھی اس اعلیٰ شان کے کمال کا نمونہ نہیں دکھلایا کہ ایکطرف کتاب اللہ بھی آرام اور امن کے ساتھ پوری ہو جائے اور دوسری طرف تکمیل نفوس بھی ہو اور باایں ہمہ کفر کو ہریک پہلو سے شکست اور اسلام کو ہریک پہلو سے فتح +

وید کب بنائے گئے

یورپ کے محققوں نے بڑی چھان بین کے بعد ویدوں کی تالیف کا زمانہ چودھویں صدی قبل از سنہ عیسوی قرار دیا ہے اور ان کی اس رائے کا صحیح ہونا بہت پختگی کے ساتھ ایک مقام سے جسکو سر ایڈورڈ کالبروک صاحب نے بیدوں میں ہی دریافت کیا ہے صحیح ٹھیرتا ہے چنانچہ تشریح اُس کی وہ لکھتے ہیں کہ ہر بید میں علم ہیئت کا ایک ایک رسالہ اس غرض سے لگا ہوا ہے کہ پتری کی ترتیب معلوم ہووے۔ اور اس سے فرائض منصبی کے اوقات دریافت ہو جایا کریں پس وہ صریح اور قطعی دلیل جس پر انہوں نے اپنی مذکورہ بالا رائے قائم کی ہے یہ ہے کہ جو مقام راس سرطان اور راس جدی کا اس رسالہ میں قرار دیا ہے وہ وہی مقام ہے جو چودھویں صدی قبل از سنہ عیسوی میں ان دونوں راسوں کا تھا پس کچھ شک نہیں کہ بیدوں کی تالیف اسی زمانہ میں ہوئی تھی +

لندن کے خزانوں کی حفاظت

لندن کے بنکوں وغیرہ میں کروڑوں پونڈ ہر سال جمع ہوتا ہے لیکن اُن کی حفاظت کا طریقہ ایسا ہے کہ بمشکل چند ہزار پونڈ چوروں اور نقب زنوں کے ہاتھ چڑھتا ہے اور یہ بھی اس طرح ضائع جاتا ہے۔ کہ جب کوئی غریب محرر دفتر بنک کو یا بنک سے دفتر کو روپیہ لیجاتا ہے تو راہ میں بدمعاش اُس سے چھین لے بھاگتے ہیں یا اور کسی ایسی ہی بے احتیاطی سے نقصان ہوتا ہے ورنہ حال کی تازہ ایجادیں علمی قفل اور برقی تار وغیرہ کے مارے اچھے اچھے چالاک دست اور کہنہ مشق چوروں اور نقب زنوں کو اپنا پیشہ چھوڑنا یا مصیبت سے قید خانہ میں دن کاٹنے پڑتے ہیں۔

بنک آف انگلینڈ کی نہایت عمدہ حفاظت کیجاتی ہے اس کی کل مالیت کی صحیح معلومات تو مشکل ہے لیکن تخمیناً دو کروڑ پونڈ ہیں تو شک نہیں۔ اگر رات کو کوئی چالاک پہرہ والوں کی آنکھوں میں خاک ڈال کر اندر بھی گھس جائے تو علاوہ دیگر پیچوں اور مضبوط قفلوں کے صندوقوں کے گرد اور راہ میں برقی تار کثرت سے ایسے ایسے ملینگے جن کا تعلق چوکیداروں اور مختلف حکام و محافظین کے مکانات سے ہے۔ اگر ایک تار سے ذرا کوئی تنکے چھو جائے تو گھنٹوں کے شور سے دور دور کے آدمی سوتے ہوئے جاگ پڑیں۔ بہت سے آلات ان صندوقوں کے متعلق ایسے ہیں کہ ناواقف شخص اگر ہاتھ لگائے تو خود بخود وہیں شکار اجل ہو کر رہ جائے۔

اس بنک میں علاوہ شاہ ایڈورڈ کے اور بہت سے تاجدار اپنا روپیہ رکھتے ہیں۔ ایک بنک میں جو چوکیداروں کے لئے کرسیاں دیجاتی ہیں جن میں ایسی کل لگی ہوئی ہے کہ اگر وہ ان پر بیٹھے ہلتے رہیں۔ تو وہ کرسیاں بدستور رہتی ہیں اور جہاں کوئی بیٹھے ہوئے اونگھا اور حرکت اوس کی بند ہوئی کرسیاں فوراً اُس کو اچھال کر فرش پر پھینک دیتی ہیں اس طرح پر پہرہ والا سو ہی نہیں سکتا یا کھڑا رہے یا ٹہلتا رہے اگر بیٹھے تو ہلتا رہے۔ سول اینڈ ملٹری نیوز لدھیانہ

تفسیر القرآن حصہ ۳ تیار ہو کر روانہ ہو چکی ہے جس صاحب کو نہ ملی ہو وہ اطلاع دے + درثمین اردو چھپکر تیار ہے +

طاعون کے متعلق نئی دریافتیں

غالباً یہ سائنس کی روز افزوں ترقی کی دلیل ہے کہ آج اسی رائے کی تردید کی جاتی ہے جو کل تک عالموں فاضلوں کی نظر میں مسلّم تھی اور جو رائے کہ آج پیش کی گئی ہے اور لوگوں نے اس کی صداقت کو تسلیم کر لیا ہے اغلب ہے کہ کل وہ باطل قرار دیجائے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ محققین بڑی سرگرمی سے اپنے علمی شغل میں مصروف ہیں ورنہ ہم ہر روز نئی اور متضاد رائیں نہ سُن سکتے مثلاً طاعون کی نسبت آجتک یہ خیال تھا کہ یہ صرف چھوت جراحات سے پیدا ہوتی ہے لیکن پلیگ کمیشن نے ہانگ کانگ (منبع طاعون) میں جو تحقیقات کی ہے اُس کا خلاصہ یہ ہے کہ طاعون چھونے سے بھی ہوتی ہے اور کھانے پینے سے بھی یعنی طاعونی کیڑے صرف مساموں کی راہ سے ہی ہمارے جسم میں داخل نہیں ہوتے بلکہ پکی پکائی چیزوں کے ذریعہ سے بھی ہمارے منہ کے راستے ہمارے پیٹ میں جا پہنچتے ہیں۔ آجتک ڈاکٹر صاحبان صرف کیڑوں کو ہی طاعون پھیلانے کا آلہ خیال کرتے تھے لیکن آئندہ انہیں پکی پکائی غذا کی طرف بھی توجہ کرنی پڑیگی۔

دوسری حیران کرنیوالی طبی رائے یہ ہے کہ طاعون ٹیکہ سے پھیلتی ہے نہ کہ گھٹتی ہے جس کا ثبوت یہ ہے کہ جب سے ہندوستان میں ٹیکہ کا رواج ہوا ہے۔ طاعون ہر سال زیادہ شدت سے حملہ آور ہوتی ہے واقعی یہ بڑی حیرت ناک بات ہے کہ ہندوستان میں ٹیکہ زیادہ زور شور سے پنجاب میں لگایا گیا اور یہی بدقسمت صوبہ سب سے بڑھ کر طاعون کا شکار بن رہا ہے +

آگرہ اخبار

لفظ آل کی تحقیق

اس حدیث میں لفظ آل عیسیٰ اور آل محمد محض استعارہ کے طور پر بیان کیا گیا ہے اور ظاہر ہے کہ دنیوی رشتوں کے لحاظ سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی کوئی آل نہیں تھی پس اسجگہ بلاشبہ آل عیسےٰ سے مراد وہ لوگ ہیں جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ عیسےٰ خدا ہے اور ہم اُس خدا کے فرزندوں کی طرح ہیں اور مر کر اسکی گود میں سوتے ہیں سو اسی قرینہ سے آل محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی کوئی دنیوی رشتہ مراد نہیں ہے بلکہ آل سے مراد وہ لوگ ہیں جو فرزندوں کی طرح آنحضرت صلی اللہ کے روحانی مال کے وارث ٹھہرتے ہیں۔ بلکہ ہر جگہ آل کے لفظ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ کی یہی مراد ہے نہ دنیوی رشتہ مگر جو ایک ظلی اور فانی

امر ہے جو موت کے ساتھ ہی **فلا انساب بینہم**
کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے۔ نبی کا نفس
کبھی اس بات پر راضی نہیں ہو سکتا کہ آل کے لفظ
سے محض اس کی یہ غرض ہو کہ عام دنیاداروں کی
طرح ایک سفلی اور فانی رشتہ کا لوگوں کو پیرو بنانا
چاہے۔ ظاہر ہے کہ نبی کی نظر آسمان پر ہوتی ہے
اور اس کا ساحت عزت اور بلیغ ہمت اس سے پاک ہے
کہ وہ بار بار ایسے رشتوں کو پیش کرے جن کے ساتھ
ایمان اور صداقت اور تقویٰ لازم ملزوم نہیں ہے اور
یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تو یہ فرماوے کہ یہ
دنیوی رشتے اسی دنیا تک ختم ہو جاتے ہیں اور قیامت
میں انساب نہیں رہیں گے۔ لیکن اس کا نبی ایک ادنیٰ
سے رشتہ پر بڑی زور دیتا رہے جو لڑکی کی اولاد ہے۔
حق تو یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک اور عظیم الشان نبیا
جو جو کلمات منہ پر لاتے ہیں وہ اس قدر معارف
اور حقائق اپنے اندر رکھتے ہیں کہ گویا زمین سے
شروع ہو کر آسمان تک جا پہنچتے ہیں۔ یا یوں
کہو کہ آسمان سے زمین تک آفتاب کی شعاع
کی طرح نازل ہوتے ہیں اور وہ تمام کلمات اس درخت
کی طرح ہوتے ہیں جس کی جڑ نہایت مضبوط اور زمین
کے پاتال تک پہنچی ہوئی ہو اور شاخیں آسمان میں
داخل ہوں لیکن وہی کلمات جب عوام کے محاورہ
میں آتے ہیں تو عوام کالانعام اپنی محدود فہم اور کوتاہ
عقل کی وجہ سے نہایت ذلیل معنوں میں انکو
لے آتے ہیں جو روحانیوں کے نزدیک قابل شرم
ہوتے ہیں کیونکہ انکی دنیوی عقلوں کو آسمان
سے کچھ بھی علاقہ نہیں ہوتا اور وہ نہیں جانتے
کہ روحانی روشنی کیا شے ہے اس لئے وہ جلد تر اپنی
موٹی سمجھ کے موافق نبی کے اعلیٰ مقاصد اور بلند
تر اشارات کو صرف دنیوی اور فانی رشتوں پر ہی
ختم کر دیتے ہیں اور وہ نہیں سمجھ سکتے کہ اس فانی اور
ناپائدار رشتہ کے وراء الورا اور قسم کے رشتے بھی
ہوتے ہیں اور ایسا ہی اور قسم کی آل ہوتی ہے جو
مرنے کے بعد منقطع نہیں ہو سکتی اور نفی فلا انساب
بینہم کے نیچے نہیں آتی۔ صرف اس قسم کی آل جو فدک
جیسے ایک نام کے باغ اور چند درختوں کے لئے لڑتے
پھریں اور مشتعل ہو کر کبھی ابوبکر کو برا کہیں اور کبھی
عمر کو وہ ملک خدا کے پیاروں اور مقبولوں کے لئے
روحانی آل کا لقب نہایت موزون ہے اور وہ
روحانی آل اپنے روحانی نانا سے وہ روحانی ورثہ
پاتے ہیں جسکو کسی غاصب کا ہاتھ غصب نہیں کر سکتا
اور وہ ان باغوں کے وارث ٹھیرتے ہیں جنپر کوئی
دوسرا قبضہ ناجائز کر ہی نہیں سکتا۔ کیسی سفلی
خیال بعض اسلامی فرقوں میں اسوقت آگئی ہے
جبکہ ان کی روح مرگئی ہوگئی اور انکو روحانی
طور پر آل ہونے کا کچھ بھی حصہ نہ ملا اس لئے
روحانی مال سے لاوارث ہونیکی وجہ سے انکی عقلیں
موٹی ہو گئیں اور ان کے دل مکدر اور کوتہ بین ہو گئے
ایسی کس ایماندار کو کلام ہے کہ حضرت امام حسین اور
امام حسن رضی اللہ عنہما خدا کے برگزیدہ اور صاحب
کمال اور صاحب عفت اور عصمت اور ائمۃ الہدیٰ تھے
اور وہ بلاشبہ دونوں معنوں کے رو سے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے آل تھے لیکن کلام اس بات میں
ہے کہ کیوں آل کی اعلیٰ قسم کو چھوڑا گیا ہے اور ادنیٰ
پر فخر کیا جاتا ہے۔ تعجب کہ وہ اعلیٰ قسم امام حسن اور
حسین کے آل ہونے کی یا اور کسی کے آل ہونے کی
جسکی رو سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی
مال کے وارث ٹھیرتے ہیں اور بہشت کے سردار کہلاتے
ہیں یہ لوگ تو اس کا کچھ ذکر ہی نہیں کرتے اور ایک
فانی رشتہ کو بار بار پیش کیا جاتا ہے جس کے ساتھ روحانی
وراثت لازم ملزوم نہیں اور اگر یہ فانی رشتہ جو جسمانی
تعلق سے پیدا ہوتا ہے ضروری طور پر خدا تعالیٰ کے
نزدیک حقدار ہوتا تو سب سے پہلے قابیل کو یہ حق
ملتا جو حضرت آدم علیہ السلام کا پہلوٹا بیٹا اور
پیغمبر زادہ تھا اور پھر اس کے بعد حضرت نوح آدم
ثانی کے اس بیٹے کو حق ملتا جس نے خدا تعالیٰ کی
طرف سے انہ عمل غیر صالح کا لقب پایا۔
سو اہل معرفت اور حقیقت کا یہ مذہب ہے کہ
اگر حضرت امام حسین اور امام حسن رضی اللہ عنہما
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفلی رشتہ کے لحاظ
سے آل بھی نہ ہوتے تب بھی بوجہ اس کے کہ وہ
روحانی رشتہ کے لحاظ سے آسمان پر آل ٹھیر گئے
تھے وہ بلاشبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی
مال کے وارث ہوتے۔ جبکہ فانی جسم کا ایک رشتہ
ہوتا ہے تو کیا روح کا کوئی بھی رشتہ نہیں۔ بلکہ
حدیث صحیح سے اور خود قرآن شریف سے بھی ثابت
ہے کہ روحوں میں بھی رشتے ہوتے ہیں اور ازل سے
دوستی اور دشمنی بھی ہوتی ہے اب ایک عقلمند انسان
سوچ سکتا ہے کہ کیا لازوال اور ابدی طور پر آل رسول
ہو جانا جائے فخر ہے یا جسمانی طور پر آل رسول ہونا جو
بغیر تقویٰ اور طہارت اور ایمان کے کچھ بھی چیز
نہیں۔ اس سے کوئی یہ نہ سمجھے کہ ہم اہل بیت
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کسر شان کرتے ہیں
بلکہ اس تحریر سے ہمارا مدعا یہ ہے کہ امام حسن
اور امام حسین رضی اللہ عنہما کی شان کے لائق صرف
جسمانی طور پر آل رسول ہونا نہیں کیونکہ وہ
بغیر روحانی تعلق کے ہیچ ہے اور حقیقی تعلق ان
ہی عزیزوں کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے
ہے کہ جو روحانی طور پر اس کی آل میں داخل ہیں
رسول کے معارف اور انوار روحانی رسولوں
کے لئے بجائے اولاد ہیں جو ان کے پاک وجود سے
پیدا ہوتے ہیں اور جو لوگ ان معارف اور
انوار سے نئی زندگی حاصل کرتے ہیں اور ایک پیدائش
جدید ان انوار کے ذریعہ سے پاتے ہیں وہی ہیں
جو روحانی طور پر آل محمد کہلاتے اور پیشگوئی
مذکورہ بالا میں شیطان کا یہ آواز دینا کہ حق آل عیسےٰ
کے ساتھ ہے۔ یہ شیطان کا کلمہ اسوجہ سے بھی دروغ
ہے کہ وہ روحانی طور پر مشرکوں کو حضرت عیسےٰ کی آل
ٹھیراتا ہے کیونکہ حضرت عیسےٰ کو خدا کہنے والے آسمان
پر ان کے ساتھ کچھ حصہ نہیں پا سکتے اور نہ اون کے
وارث ٹھیر سکتے ہیں پھر وہ روحانی طور پر ان کے
آل کیونکر ہو سکتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے حکم دو قسم کے ہوتے ہیں ایک شرعی
جیسا یہ کہ تو خون نہ کر چوری نہ کر جھوٹی گواہی مت
دے دوسری قسم حکم کی قضا و قدر کے حکم ہیں جیسا کہ
یہ حکم کہ **قلنا یا نار کونی بردا و سلاما علی**
ابراہیم شرعی حکم میں محکوم کا تخلف حکم سے جائز ہے
جیسا کہ کثیرے باوجود حکم شرعی پانے کے خون
بھی کرتے ہیں۔ چوری بھی کرتے ہیں۔ جھوٹی گواہی
بھی دیتے ہیں مگر قضا و قدر کے حکم میں ہرگز تخلف جائز
نہیں۔ انسان تو انسان قدری حکم سے جمادات بھی
تخلف نہیں کر سکتے کیونکہ جبروتی کشش اس کے
ساتھ ہوتی ہے سو حضرت یونس کو خدا کا یہ حکم کہ منقبض
دل ہو جا قدری حکم تھا یعنے قضا و قدر کا حکم وہی
حکم حضرت ابوبکر کے دل پر بھی نازل ہوا تھا۔

خلافت محمدیہ کے دائرہ کا پہلا نقطہ جو ابوبکر ہے
وہ اس دائرہ کے انتہائے نقطہ سے جو مسیح موعود
ہے اتصال تام رکھتا ہے جیسا کہ مشاہدہ اس بات
پر گواہ ہے کہ آخر نقطہ ہر ایک دائرہ کا اس کے پہلے
نقطہ سے جا ملتا ہے۔ اب جبکہ اول اور آخر کے دونوں
نقطوں کا اتصال ماننا پڑا تو اس سے یہ ثابت ہوا
کہ جو قرآنی پیشگوئیاں خلافت کے پہلے نقطہ کے حق میں ہیں
یعنے حضرت ابوبکر کے حق میں وہی خلافت کے آخری
نقطہ کے حق میں بھی ہیں یعنی مسیح موعود کے حق میں
اور یہی ثابت کرنا تھا۔

نسائی نے ابی ہریرہ سے دجال کی صفت میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ حدیث لکھی ہے۔ **یخرج فی**
آخر الزمان دجال یختلون الدنیا بالدین
یلبسون للناس جلود الضان السنتہم
احلیٰ من العسل وقلوبہم قلوب الذیاب
یقول اللہ عزوجل ابی یغترون ام علی یجترون
یعنی آخری زمانہ میں ایک گروہ دجال نکلے گا وہ دنیا
کے طالبوں کو دین کے ساتھ فریب دینگے یعنے اپنے مذہب
کی اشاعت میں بہت سا مال خرچ کریں گے بھیڑوں کا لباس
پہنکر آئیں گے ان کی زبانیں شہد سے زیادہ میٹھی ہوں گی اور دل

دربارِ شام

۷ - مئی ۱۹۰۳ء

عورتوں کے حقوق کے متعلق ذکر ہوتے ہوئے حضرت اقدس نے فرمایا کہ عورتوں کے حقوق کی جیسی حفاظت اسلام نے کی ہے ویسی کسی دوسرے مذہب نے قطعاً نہیں کی مختصر الفاظ میں ولھن مثل الذی علیھن - ہر ایک قسم کے حقوق بیان فرما دئے - یعنی جیسے حقوق مردوں کے عورتوں پر ہیں ویسے ہی عورتوں کے مردوں پر بھی ہیں بعض لوگوں کا حال سُنا جاتا ہے کہ اون بیچاریوں کو پاؤں کی جوتی کی طرح جانتے ہیں - اور ذلیل ترین خدمات اُن سے لیتے ہیں - گالیاں دیتے - حقارت کی نظر سے دیکھتے اور پردہ کے حکم کو ایسے ناجائز طریق سے کام میں لاتے ہیں کہ گویا وہ زندہ درگور ہوتی ہیں +

چاہیے کہ عورتوں سے انسان کا دوستانہ طریق اور تعلق ہو اصل میں انسان کے اخلاق فاضلہ اور خدا سے تعلق کی پہلی گواہ تو یہی عورتیں ہوتی ہیں اگر ان سے اُس کے تعلقات اچھے نہیں تو پھر خدا سے کس طرح ممکن ہے کہ صلح ہو - رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ خیرکم خیرکم لاھلہ - اپنی بیوی سے اچھا سلوک کرنے والا ہی تم میں سے بہترین ہے +

۸ - مئی ۱۹۰۳ء

اللہُ اللہ کیا سچا مقولہ ہے کہ اولیا اللہ کی دشمنی کفر تک پہنچا دیتی ہے

مولوی محمد حسین بٹالوی جو اپنے آپ کو اہلِ سنت بتاتا ہے نعوذ باللہ نعوذ باللہ قرآن شریف کی شان میں بے ادبی کے الفاظ بولتا ہے کہ یہ ظاہری تک بندی تو مسیلمہ نے بھی کرلی تھی اسمیں قرآن شریف کی خصوصیت کیا ہے -

اس پر حضرت اقدس نے فرمایا کہ اب اس سے بڑھ کر کیا بے ادبی ہوگی کہ قرآن شریف کی آیات کو جو ہر پہلو اور ہر رنگ میں کیا ظاہر کیا باطن ایک معجزہ ہیں تک بندی کہا جاتا ہے - قرآن شریف کا جیسے باطن معجزہ ہے ویسے ہی اُس کے ظاہر الفاظ بھی معجزہ ہیں - ایک انسان کا اگر ظاہری گندہ ناپاک خبیث ہوگا تو اُس کی روحانی حالت کیا ہوگی - عوام اور ادنیٰ نظیر والوں کے لئے تو ظاہری ہی خوبی معجزہ ہوتی ہے - قرآن ہر طبقہ کے لوگوں کے لئے ہے اور اسی لئے ہر رنگ میں معجزہ اور نشان ہے -

انبیاء کے جانشین اور انکی ضرورت

چونکہ الٰہیات اور امور معاد کے مسائل نہایت باریک اور نظری ہیں گویا تمام امور غیر مرئی اور فوق العقل پر ایمان لانا پڑتا ہے نہ خدا تعالیٰ کبھی کسی کو نظر آیا نہ کبھی کسی نے بہشت دیکھی اور نہ دوزخ کا ملاحظہ کیا اور نہ ملایک سے ملاقات ہوئی اور علاوہ اس کے احکام الٰہی مخالف جذبات نفس ہیں اور نفس امارہ جن باتوں میں لذت پاتا ہے - احکام الٰہی اون سے منع کرتے ہیں لہذا عند العقل یہ بات نہ صرف احسن بلکہ واجب ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاک نبی جو شریعت اور کتاب لیکر آتے ہیں اور اپنے نفس میں تاثیر اور قوت قدسیہ رکھتے ہیں یا تو وہ ایک لمبی عمر لیکر آویں اور ہمیشہ اور ہر صدی میں ہر ایک نبی امت کو اپنی ملاقات اور صحبت سے شرف بخشیں اور اپنے زیر سایہ رکھکر اور اپنے پُرفیض پروں کے نیچے اون کو لے کر وہ برکت اور نور اور روحانی معرفت پہنچا ویں جو انہوں نے ابتدا زمانہ میں پہنچائی تھی اور اگر ایسا نہیں تو پھر اونکے وارث جو انہیں کے کمالات اپنے اندر رکھتے ہوں اور کتاب الٰہی کے دقائق اور معارف کو وحی اور الہام سے بیان کرسکتے ہوں اور منقولات کو مشہودات کے پیرایہ میں دکھلا سکتے ہوں اور طالب حق کو یقین تک پہنچا سکتے ہوں ہمیشہ فتنہ اور فساد کے دنوں میں ضرور پیدا ہونی چاہئے تا انسان جو مغلوب شہوات و نسیان ہے اُن کے فیض حقیقی سے محروم نہ رہے کیونکہ یہ بات نہایت صاف اور بدیہی ہے کہ جب زمانہ ایک نبی کا اپنے خاتمہ کو پہنچتا ہے اور اُس کی برکات کے دیکھنے والے فوت ہو جاتے ہیں تو وہ تمام مشہودات منقولات کے رنگ میں آجاتے ہیں پھر دوسری صدی کے لوگوں کی نظر میں اس نبی کے اخلاق اور اس نبی کے عبادات اور اس نبی کا صبر اور استقامت اور صدق اور صفا اور وفا اور تمام تائیدات الٰہیہ اور خوارق اور معجزات جن سے اُس کی صحت نبوت اور صداقت دعویٰ پر استدلال ہوتے تھے نئی صدی کے لوگوں کو کچھ قصے سے معلوم ہوتے ہیں اور اسی وجہ سے وہ انشراح ایمانی اور جوش اطاعت جو نبی کے دیکھنے والوں میں ہوتا ہے دوسروں میں وہ بات پائی نہیں جاتی اور صاف ظاہر ہے کہ جو کچھ صحابہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایمانی صدق دکھلایا اور اپنے مالوں اور اپنی جانوں اور اپنی آبروؤں میں اسلام کی راہوں میں نہایت اخلاص سے قربان کر کے اُس کا نمونہ اور صدیوں میں تو کجا خود دوسری صدی کے لوگوں یعنی تابعین میں بھی نہیں پایا گیا اُس کی کیا وجہ تھی؟ یہی تو تھی کہ صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس مرد صادق کا مُنہ دیکھا تھا جس کے عاشق اللہ ہونے کی گواہی کفار قریش کے مُنہ سے بھی بیساختہ نکل گئی - اور روز کی مناجاتوں اور پیارے کے سجدوں کو دیکھکر اور فنافی الاطاعت کی حالت اور کمال محبت اور دلدادگی کے مُنہ پر روشن نشانیاں اور اُس پاک مُنہ پر نورِ الٰہی برستا مشاہدہ کر کے کہتے تھے کہ عشق محمد علیٰ ربہ کہ محمد اپنے رب پر عاشق ہوگیا ہے اور پھر صحابہ نے صرف وہ صدق اور محبت اور اخلاص ہی نہیں دیکھا بلکہ اس پیارے کے مقابل پر جو ہمارے سید محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل سے ایک دریا کی طرح جوش مارتا تھا خدا تعالیٰ کے پیار کو بھی تائیدات خارق عادت کے رنگ میں مشاہدہ کیا تب اُنکو یہ شک نہ رہا کہ خدا ہے اور اون کے دل بول اوٹھے کہ وہ خدا اس مرد کے ساتھ ہے انہوں نے اسقدر عجائبات الٰہیہ دیکھے اور اس قدر نشان آسمانی مشاہدہ کئے کہ اون کو کچھ بھی اس بات میں شک نہ رہا کہ فی الحقیقت ایک اعلیٰ ذات موجود ہے جسکا نام خدا ہے اور جس کے قبضۂ قدرت میں ہر ایک امر ہے اور جس کے آگے کوئی بات بھی انہونی نہیں اسی وجہ سے انہوں نے وہ کام صدق و صفا کے دکھلائے اور وہ جانفشانیاں کیں کہ انسان کبھی کر نہیں سکتا جبتک اُس کے تمام شک و شبہ دور نہ ہو جائیں اور انہوں نے بچشم خود دیکھ لیا کہ وہ ذات پاک اسی میں راضی ہے کہ انسان اسلام میں داخل ہو اور اُس کے رسُول کریم کی بدل و جان متابعت اختیار کرے تب اس حق الیقین کے بعد جو کچھ اُنہوں نے متابعت دکھلائی اور جو کچھ انہوں نے متابعت کے جوش سے کام کئے اور جس طرح پر اپنی جانوں کو اپنے برگزیدہ ہادی کے آگے پھینک دیا یہ وہ باتیں ہیں کہ کبھی ممکن ہی نہیں کہ انسان کو حاصل ہو سکیں جبتک کہ وہی پیارا اس کی نظر کے سامنے نہ ہو جو صحابہ پر آگئی تھی اور جبکہ ان کمالات کو پیدا کرنا بغیر وجود وسائل کے محالات میں سے ہے اور نجات کا یقینی طور پر حاصل ہونا بھی بغیر ذریعہ ان کمالات کے از قبیل محال تو ضروری ہوا کہ وہ خداوند کریم جس نے ہر ایک کو نجات کیلئے بلایا ہے ایسا ہی انتظام ہر ایک صدی کے لئے رکھے تا اُس کے بندے کسی زمانہ میں حق الیقین کے مرتبہ سے محروم نہ رہیں -

اور یہ کہنا کہ ہمارے لئے قرآن اور احادیث کافی ہیں اور صحبت صادقین کی ضرورت نہیں یہ خود مخالف تعلیم قرآن ہے - کیونکہ اللہ جل شانہٗ فرماتا ہے وکونوا مع الصادقین اور صادق وہ ہیں جنہوں نے صدق کو علیٰ وجہ البصیرت شناخت کیا اور پھر اس پر دل و جان سے قائم ہوگئے اور یہ اعلیٰ درجہ بصیرت کا بجز اس کے ممکن نہیں کہ سماوی تائید شامل حال ہو کر اعلیٰ مرتبہ حق الیقین تک پہنچا دیوے پس ان معنوں کر کے صادق حقیقی انبیاء اور رُسل اور محدث اور اولیاء کاملین مکملین ہیں جن پر آسمانی روشنی پڑی اور جنہوں نے خدا تعالیٰ کو اسی جہان میں یقین کی آنکھوں سے دیکھ لیا اور آیت موصوفہ بالا بطور اشارت ظاہر کر رہی ہے کہ دنیا صادقوں کے وجود سے کبھی خالی نہیں ہوتی کیونکہ دوام حکم کونوا مع الصادقین دوام وجود صادقین کو مستلزم ہے +

طاعون سے کونسی قوم فائدہ اُٹھا رہی ہے

اور

کس قوم کو اس سے سراسر خسارہ پڑ رہا ہے

برادر کریم بخش صاحب ساکن تت۔ بوتالہ گوجرانوالہ کے جواب میں

قادیان ۱۴ مئی سنہ ۱۹۰۳ء

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ آپ کا کارڈ میں نے پڑھا۔ قاضی ضیاء الدین صاحب بفضل اللہ بخیر وعافیت سے ہیں۔

مولوی غزنویوں کا یا اور کسی کا احمدی جماعت کے فوت شدوں کی فہرست طیار کرنا محض حماقت کا کام ہے اور آخر کار ندامت اور ذلت کا موجب ہوگا ہمارا یہ دعویٰ ہے کہ طاعون کو ہمارے سلسلہ کی ترقی و تائید کے لیے اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہے۔ اس وقت تک ہم دیکھتے ہیں اور تمام دنیا کو دکھا سکتے ہیں کہ کئی ہزار آدمی طاعون کے خوف کے سبب سے ہماری جماعت میں داخل ہوا ہے۔ غور کرو کیا اس سے ہمارے مخالفوں کو دو خسارے حاصل نہیں ہو رہے ہیں۔ ایک یہ کہ وہ طاعون سے بکثرت مر رہے ہیں اور انشاء اللہ مریں گے دوم یہ کہ ان ہی سے نکل کر ہزاروں آدمی ہماری جماعت میں داخل ہو رہے ہیں۔ سوچنے والے کے لیے یہ کتنا بڑا نشان ہے۔ رہا یہ کہ ہماری جماعت سے بھی کچھ لوگ مرے ہیں اور شاید آئندہ بھی بعض مریں یہ خدا تعالیٰ کی استمراری سنت کے مطابق ہے۔ قرآن شریف کو پڑھ کر دیکھ لو جا بجا خدا تعالیٰ نے مکی سورتوں میں کفار کو دھمکی دی کہ تمہیں عذاب آنے والا ہے اور فرمایا کہ تم تلوار سے ہلاک ہو جاؤ گے۔ آخر جب ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ میں گئے تو خدا تعالیٰ کے وعید کی پیشگوئیوں کا سلسلہ شروع ہوا۔ ہجرت کے ایک ہی سال کے بعد بدر کی لڑائی واقع ہوئی۔ اس لڑائی کو خدا تعالیٰ کی کتاب نے بڑے ناز اور ذوق سے الفرقان کہا ہے۔ درحقیقت اس لڑائی سے جو بہت ہی مختصر تھی کفر اور اسلام کی قسمت کا آخری فیصلہ ہو گیا۔ قیدار کی شوکت کی تلوار کند ہو گئی۔ اُن کے آئمۃ الکفر جو ریشہ دوانی اور منصوبہ بازی میں باوا کا بابا واسطہ مشار الیہ اور چیدہ ہوتے تھے ہلاک ہو گئے اور ایسا ہی خدا تعالیٰ کے عذاب کی باتیں احد میں اور حنین میں اور تبوک وغیرہ جنگوں میں پوری ہوئیں مگر کیا ان لڑائیوں میں صحابہ شہید نہیں ہوئے۔ بڑے بڑے جلیل الشان صحابی اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچیرے بھائی اور چچا اور رشتہ دار شہید ہوئے۔ جناب صدیق اکبر علیہ السلام کے مبارک عہد میں جھوٹے نبیوں کے فتنہ ارتداد کے فرو کرنے میں کس قدر بزرگ صحابہ نے جام شہادت پیا۔ حضرت عمر فاروق علیہ السلام کے عہد میں عیسائیوں کے ساتھ لڑائی میں طاعون کے سبب سے قریب پچیس ہزار صحابہ کے شہید ہوئے۔

اب ان مولویوں سے غزنویوں سے لاہوریوں سے امرتسریوں سے بٹالویوں سے خواہ اور بھی چند شہروں یا تمام شہروں کے مولویوں اور صوفیوں سے پوچھنا چاہیے کہ کیا وہ اقرار کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب پر بھی قہر نازل ہوا تھا۔ اسلیے کہ جب وہ کوئی ظاہری فرق نہیں دکھا سکیں گے اس لوہے کی تلوار کے کشتوں میں جو صحابہ اور ان کے دشمنوں کو لگی اور اس نے دونوں کو ایک ہی وضع سے قتل کیا تو اگر کوئی اور مابہ الامتیاز نہیں بتا سکیں گے یا مانیں گے تو انہیں صاف اعتراف کرنا پڑے گا کہ خدا تعالیٰ کے قہر کی آگ نے اولیاء اللہ اور اعداء اللہ کو بے دریغ اور بلا امتیاز راکھ کیا۔ جو توجیہ اور تاویل وہ وہاں کریں گے وہی ہمارے سلسلہ کے شہدائے طاعون کے حق میں بطریق اولیٰ چسپاں اور موزوں ہو گی۔ اس سلسلہ کا دعویٰ ہے کہ اسکا قدم منہاج نبوۃ پر ہے اسلیے ضروری ہے کہ اسکی راہ میں وہی امور پیش آئیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پیش آئے۔ فرق اتنا ہے کہ اُسوقت خدا تعالیٰ کی قہری اور جلالی اور انذاری پیشگوئیاں اعداء اللہ والرسول کے حق میں سیف و سنان کی شکل میں پوری ہوئیں اور آج وہی پیشگوئیاں طاعون اور اسکی نظیروں کے رنگ میں پوری ہو رہی ہیں۔ ہمات کو معیار ٹھیرا کر کس قدر ضروری ہے کہ جیسے اُسوقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض صحابہ جنگوں میں اس تلوار سے شہید ہوئے جو اُن کے دشمنوں کی خانہ بر اندازی میں بڑی صفائی سے چلتی تھی آج بھی کچھ اصحاب ہمارے سلسلہ کے طاعون سے شہید ہوں۔ خدا تعالیٰ کا کتنا بڑا احسان ہے کہ دشمن جس امر کو اعتراض کا نشانہ بناتا ہے وہی خدا تعالیٰ کے سلسلہ حقہ کی تائید و تصدیق کا نشان بنجاتا ہے سوچو اور خدا تعالیٰ کے لیے فکر کرو کہ ہمارے سلسلہ کی بڑی فضیلت کس بات میں ہے۔ اسمیں کہ یہ سلسلہ کوئی الگ اور اپنی طرز کا نرالا سلسلہ ہو یا اس میں کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سلسلہ کے قدم بقدم اور پورے معنوں میں ہمرنگ ہو۔ خدا تعالیٰ کا بیحد شکر ہے کہ اسکی ساری باتیں بلا تفاوت ویسے ہی ہیں۔ اسی بناء پر ایک دفعہ میں نے لاہور کے مدعی منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ کی ہرزہ سرائی کے جواب میں ایک رسالہ لکھا تھا جو الحکم میں شائع ہوا تھا اس میں میں نے بڑی تحدی سے دعویٰ کیا تھا کہ جو اعتراض ہمارے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعوت پر یا ذات پر وہ کرتے ہیں میں بڑی صفائی سے دکھا سکتا ہوں کہ وہی اعتراض آریوں نے جناب موسیٰ علیہ السلام پر یہودیوں نے جناب مسیح علیہ السلام پر اور نصاریٰ نے ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر کیے ہیں۔

میں نے بڑے غور و فکر کے بعد بھی کوئی فرق منشی صاحب موصوف کے دل و دماغ میں اور ان نبیوں کے دشمنوں میں نہیں دیکھا اور میں نے انہیں فرقان کے طور پر یہ دعویٰ کیا تھا کہ منشی الٰہی بخش صاحب اور انکے دست و بازو منشی عبد الحق صاحب اپنے طومار لاطائل عصائے موسیٰ سے کوئی بڑا اعتراض انتخاب کر کے شائع کریں وہی ہمیں اور انہیں آخری فیصلہ ہوگا اگر میں وہی اعتراض میں نے خدا تعالیٰ کے برگزیدہ نبیوں کے حق میں پہلے سے واقع شدہ دکھا دیا تو وہ آئندہ خدا تعالیٰ سے ڈریں اور اس سے لڑنے کی جرأت نہ کریں اور [illegible]

پہلے ہی ہوتے تو ہمیں بہت سخت شکست پہنچ گئی۔ مگر عجیب بات ہے کہ راستی کے دشمن اب تک ایسے ساکت ہیں کہ گویا زبان اُن کے مُنہ میں نہ تھی۔ جس جوش سے وہ اُٹھے تھے اور انسی کا وبال اُن کی وہ ناپاک کتاب تھی جسنے اب تک ہمارے مبارک جمعیت کے حق میں کمہار کا کام دیا ہے اُن کا فرض تھا اور سب سے اول اُن کا یہ کام ہونا چاہیے تھا کہ وہ دلیر پہلوان کی طرح میدان میں آتے اور ایک کل سر سبد اعتراض پیش کرتے اور وہ دو فریقوں میں ابدی فارق ہو جاتا۔ مگر افسوس ہے انہوں نے سخت کمزوری اور بزدلی دکھلائی اور یہ ہماری تحدی اُن ہی کے مقابل نہیں۔ اس کا مخاطب ہر ایک مولوی اور صوفی ہے جو خدا تعالیٰ کے مظہر مسیح کا انکار کرتا ہے۔ غرض بعض آدمی اگر ہمارے سلسلہ کے طاعون سے مرگئے ہیں یا مریں بڑی بے ایمانی یا سادگی اور ناواقفیت ہے کہ اس بات سے خدا کے سلسلہ پر اعتراض کیا جائے۔ خدا تعالیٰ کے مسیح نے ہر ایک تحریر میں یہی دعویٰ کیا ہے کہ طاعون اُسکے سلسلہ کے حق میں مفید ہوگی اور بہت نسبتاً اُس کے خدام کی جانب ہوگا۔ کوئی ہر جو ہماری کسی تحریر سے دکھا سکے کہ اس میں دعویٰ کیا گیا ہو کہ ہماری جماعت سے ایک بھی نہیں مریگا۔ اپنی طرف سے ایک بات بنالینی اور پھر اُسے اعتراض کا ہدف بنا لینا پہلے درجہ کے بے ایمان کا کام ہے۔

اگر ایسا دعویٰ کیا جاتا تو وہی دعویٰ کی ایک کافی دلیل ہو جاتی اسپر کہ یہ سلسلہ خدا تعالیٰ کی گذشتہ نبوتوں کے منہاج پر نہیں۔ کل مامور اور مجاہد اور غازی نبیوں کے بعض اصحاب اعدا کے کثیر یا کل جماعت کے مقابل اگر شہید نہ ہوئے ہوتے تو ہمارے سلسلہ کو حق پہونچتا تھا کہ ایسا دعویٰ کرتا کہ اس کا ایک فرد بھی طاعون سے نہ مرے گا۔ یہ طاعون سیف اللہ ہے جو مسیح موعود میں اور اُسکے اعدا میں حکم اور فارق ہو کر آئی ہے۔ اب مسیح موعود کی جماعت ہیں اور اعدا ہیں اس جہت میں جنگ ہو رہی ہے۔ ضروری ہے کہ سنتہ اللہ کے موافق ہمارے سپاہیوں سے بھی کچھ لوگ مریں۔ لیکن دیکھنا تو یہ ہے کہ آخری فیصلہ کس کے حق میں ہوتا ہے۔ جنگ شروع ہے اور معلوم نہیں اسکا سلسلہ کہانتک لمبا چلا جاوے۔ اور نادان ناعاقبت اندیش معترض ابھی سے زبان درازی کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ کی حکیم اور زندہ کتاب نے انہیں مصالح مدنظر رکھکر جا بجا سبق دیا ہے کہ الْعَاقِبَةُ لِلْمُتَّقِينَ۔ اس کے معنے بجز اس کے اور کیا ہیں کہ درمیانی چشم زخم اگرچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اور آپ کی جماعت کو بھی پہنچے مگر انجام کار خدائے قہار و مقتدر کی نصرت و تائید اُن ہی کے شامل حال ہوگی اس امر کی تائید میں دوسری جگہ زندہ مبارک کتاب میں لکھا ہے اِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِّثْلُهٗ وَتِلْكَ الْاَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ

یعنی اگر تمھیں اُحد کی لڑائی میں چشم زخم ہو پہنچا ہے تو کوئی جائے شکایت نہیں اس لیے کہ اس سے قبل بدر کے جنگ میں تمھارے دشمنوں کو بھی تو دکھ پہنچا تھا۔ اور ہماری عادۃ ہے کہ درمیانی موقعوں پر اعداء اللہ اور اولیاء اللہ دونوں فریقوں کو نوبت بنوبت ایسی تکلیفوں کا مزہ چکھا دیتے ہیں اور اسمیں حکمت یہ ہے کہ کچھ عرصہ کے لیے اعداء اللہ کو بھی خوشی کرنے کا موقع ہو اور وہ اپنے چال چلن سے آخری ہلاکت اور مستاصل ہو جانے کے لیے اپنے ہاتھوں سے پورے سامان طیار کریں۔ پھر ایک اور مقام میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ يَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ وَتَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا يَرْجُوْنَ یعنی اگر تمھیں کوئی درد پہنچا ہے تو تمھارے دشمنوں کو بھی تو درد پہنچا ہے مگر باوجود اسکے تم میں اور اُنمیں فرق یہ ہے کہ تم خدا سے وہ بڑی بڑی اُمیدیں رکھتے ہو جو وہ نہیں رکھتے۔

یہ آیتیں قول فیصل ہیں ہم میں اور ہمارے نکتہ چینوں میں۔ ان آیتوں سے صاف مترشح ہو گیا کہ صحابہ کے مرنے پر ایک نے یا بہتوں نے عدم علم سے یا کمزوری سے اعتراض کیا یا وسوسہ پیش کیا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کیوں مارے جاتے ہیں اُن کے دلکی خیالی سنتہ نے قبل از وقت اس امر کو فرض یا یقین کر لیا ہوگا کہ عذاب الٰہی پوری تمیز کے ساتھ اُن کے اعدا پر محصور و موقوف رہنا چاہیے مگر خدائے حکیم کی غیر متبدل سنتہ نے اُن کے مفروضات کے خلاف کام کیا۔ اُس دلگداز بھیانک نظارہ کو ذرا آنکھوں کے سامنے لاؤ اور دل قابو میں ہو تو مجھے کہو جبکہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا بزرگ اور محبوب چچا اور صادق مرید حضرۃ حمزہ (علیہ السلام) خاک و خون میں غلطاں اور بیجان پڑا ہے اور عام لاشوں میں بلا امتیاز پڑا ہے۔ قریش کی کینہ پرور اور دلیر عورت نے اُسکے کان اور ناک کاٹکر اور کانوں اور ناکوں کے ساتھ ایک ہار بنا کر گلے میں لٹکایا ہے اور اس گرامی مقتول کی ذلت اور بیحرمتی کو اپنے مذہب کی سچائی اور عزت کا قابل فخر نشان سمجھتی اور فخر کی باتوں اور اشاروں سے اپنے حریفوں کو جلاتی ہے۔ اور پھر اُس درد انگیز وقت کا تصور کرو جبکہ رحیم کریم پر درد انسان یعنی ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اُس بیجان جسم پر کھڑے ہیں اور اُس غم انگیز نظارہ کو دیکھ رہے ہیں۔ اور کس درد بھرے دل سے زبیر کو کہتے ہیں کہ اپنی ماں کو روک دو وہ یہاں نہ آئے وہ اپنے بھائی کی یہ حالت دیکھکر برداشت نہ کر سکے گی۔ اُسوقت ضرور ہے کہ بعض لوگوں کے دلوں میں یہ وسوسہ گذرا ہوگا اور عادۃً بعض نے اعتراض بھی کیا ہوگا کہ خدا کے موعود عذاب میں مامور کے متعلقین بھی تو بلا تفاوت شامل ہوتے ہیں۔ اور کیا یہ بات بھولنے کے قابل ہے جو منافق اُسوقت زبان سے نکالتے تھے کہ اگر ہمارے بھائی ہماری سُنتے تو محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کے ساتھ ملکر ناحق جانیں نہ گنواتے۔

غرض ان ساری باتوں نے متفق ہو کر اتنی گواہی تو صاف صاف دیدی کہ خدا تعالیٰ کے وعید کی پیشگوئیوں کے ظہور کے وقت کافر اور مومن یکساں حصہ لیتے تھے اور اُسوقت بھی کچھ معترض اس قسم کے اعتراض کرتے تھے جیسے اسوقت ہمارے سلسلہ پر کرتے ہیں کہ طاعون سے احمدی کیوں مرتے ہیں۔ ہمیں ہرگز امید نہ تھی اور قرآن کریم کی واضح راہوں کے موجود ہوتے ہم کیونکر گمان بھی کر سکتے تھے کہ اسلام کا دعویٰ کرنیوالے ہمارے سلسلہ پر اس قسم کا اعتراض کرینگے مگر حق یہ ہے کہ بغض اور حسد انسان کو اندھا کر دیتے ہیں اور ان امراض کے مریض ماموران خدا پر اعتراض کرنیکے ٹھیکیدار بنجاتے ہیں اور صبر نہیں کرتے جبتک ایمان کی دولت پوری طرح اُن سے مسلوب نہ ہو جائے۔

غور کرو اگرچہ کافر اور مومن یکساں تلوار کی زد کے نیچے آئے مگر انجام کار نے کیا نظارہ دکھایا۔ اس آیت کو پڑھو اور سوچو کہ کس لطف کی کیفیت اور احساس کو پیش کرتی ہے اور وہ یہ ہے فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ یعنی ظالم

دشمنوں کی جڑ کٹ گئی اور اُنکے بعد خدا تعالیٰ کی حمد یعنی حمد کرنیوالی قوم باقی رہ گئی۔ اُن کثیر شریروں کے مقابل جن کی جڑ کٹ جائے اگر چند آدمی فوت ہو جائیں اور اُن کے خونوں سے اُن کی باقیماندہ قوم کے نونہالوں کی آبیاری ہو جائے تو کیا کہا جائے گا کہ وہ کیوں مرے دنیوی فاتحوں اور سلطنتوں کے جنگوں میں بھی خدا تعالیٰ کی یہی سُنت دیکھی جاتی ہے جس قوم کو آخر کار فتح ملجائے اور کسی جنگ میں اُن کے دشمن نامراد ہو جائیں گو اُس فاتح قوم کو بھی بالمقابل بہت جانی اور مالی نقصان پہونچا ہو مگر اُن پر کوئی شماتت اور اعتراض وارد نہیں ہو سکتا کہ کیوں اُن کے لوگ بھی مارے گئے۔

ہم صریح دیکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ نے چاہا تو دنیا کو دکھا دیں گے کہ ہندوستان اور پنجاب کی آبادی یا یوں سمجھو کہ معترضوں کی جماعت کا کس قدر حصہ روز بروز طاعون کے سبب اور تحریک سے ہمارے سلسلہ میں داخل ہو رہا ہے خدا تعالیٰ کی پیشگوئی کی صداقت کے اظہار کے لیے ہم ایسے مبایعین کا رجسٹر مکمل کر رہے ہیں جو طاعون کے شیوع اور اشتعال کے شروع سے اور طاعون زدہ مقامات سے ہمارے سلسلہ میں شامل ہونیکی عزت حاصل کر رہے ہیں۔

جب یہ بات صاف ہے کہ طاعون ہمارے لیے ہر وہم و گمان سے بڑھ کر ترقی دے رہی ہے اور عنقریب خدا کی جماعت اُسکی امداد سے لاکھوں تک پہنچ جائے گی تو کسقدر شرم کی بات ہے کہ ہم پر یہ اعتراض کیا جائے کہ فلاں فلاں آدمی ہماری جماعت کا کیوں مرا۔ طاعون کے خاتمہ پر یہ حساب ہونا چاہیے کہ کن ظالموں کی جڑ کٹتی ہے اور کونسی قوم جوش شکر سے لبریز ہو کر اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ کہتی ہے۔ نادان بد زبان معترض تو اب بھی وقت ہے خدا تعالیٰ کے نوشتوں کو غور سے پڑھو اور منہاج نبوۃ پر خدا کے مسیح کے سلسلہ کو پرکھو اور وہ باتیں منہ سے نہ نکالو اور وہ خیال دلمیں نہ رکھو جن سے آخر کار تمہارے حصہ میں ندامت اور ذلت آئے۔

قطع نظر اُن مصلحتوں اور حکمتوں کے جو اوپر بیان ہو چکیں اولیاء اللہ میں سے بعض کی قربانی کی ہلاکت اور شہادت سے خدا تعالیٰ کی یہی بھی غرض ہوتی ہے کہ دین حق کی باتیں ایمانی اور غیبی رنگ میں محجوب رہیں اور انکے چہرے سے سارا انصاف نقاب نہ اُٹھ جائے۔ اس لیے کہ اگر آخر تک ہمارے سلسلہ کا ایک بھی فرد ہلاک نہ ہو اور صغیر و کبیر بھیڑ بکریوں کی طرح مری پڑے تو زندگی کی لذت ضرور کھینچ کر ہر کس و ناکس کو اس سلسلہ کیطرف کشاں کشاں لے آتی اور ایک گونہ اکراہ و جبر سے لوگ دین الٰہی میں داخل ہوں۔ اور یہ خدا تعالیٰ کے مقاصد اور منشاء کے خلاف ہے جو دین میں امتحان اور ابتلا کا پہلو ضرور قائم رکھتا ہے اس لیے کہ پاک جوہروں اور صافی فطرتوں اور بغور و تدبر اور فراست سے حق پا لینے والوں اور مجاہدات سے راستی کے طالبوں میں اور دوسرے کچے کند ذہن لایعقل بہائم سیرت انسانوں میں فرق کر دے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر زمانہ میں ہر مامور کی راہ میں ابتلا پیش آتے ہیں اور قرآن کریم میں ان امتحانوں کو تمحیص کا موجب قرار دیا ہے۔ خدا تعالیٰ قادر تھا کہ آخری کامل نبوت یعنی ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے معاملہ میں کفار کی جنگ میں کوئی موجب ابتلا امر ظاہر ہونے نہ دیتا مگر اس نے ایسا نہیں کیا۔ ایک پہلو سے حق کو واضح بھی کر دیا مگر دوسرے پہلو کو مخفی بھی رکھا۔ یہی حال یہاں بھی ہے بعض آدمی ہمارے سلسلہ سے مرے ہیں یا مریں گے اسلیے کہ خدا تعالیٰ کے انکار کا دروازہ کھلا رہے مگر ہماری جماعت کی کثرۃ اور طاعون سے خصوصاً ہمارا مستفید ہونا سلیم الفطرتوں پر آشکارا کر دے گا کہ حق ہماری جانب ہے اور ہمیشہ سے حق اسی شکل میں جلوہ دکھایا کرتا ہے۔ بالفعل اتنا کافی ہے والسلام

خاکسار عبد الکریم

اقتباس دربار شام حضرۃ اقدس علیہ السلام

۱۴ مئی سنہ ۱۹۰۳ء

اللہ تعالےٰ قرآن شریف میں بار بار اپنے انعامات اور عطیات اور نصرتوں وغیرہ کا ذکر کرتا ہے اور پھر یہ نہیں کہ چند بار ذکر کر کے بس کر دیا ہو بلکہ تمام قرآن شریف میں اس سرے سے اُس سرے تک اکثر اور بار بار اپنے احسانات کا ذکر کرتا ہے اس سے اصل غرض اللہ تعالےٰ کی سلیم الفطرت انسانوں کو خبردار کرنا ہوتا ہے۔ قاعدہ ہے کہ کسی محسن کے احسانات سے انسان کے دل میں اُس محسن کی محبت آتی ہے۔ اللہ تعالےٰ نے جس طرح اس گر کو قرآن میں برتا ہے اسی طرح توریت انجیل وغیرہ پہلی کتب میں بھی یہ طرز رکھا ہے

مذکورہ بالا معیار سے اگر حضرت عیسےٰ اور ہمارے آنحضرتؐ کی محبت کا مقابلہ کیا جاوے تو زمین آسمان کا فرق ہے۔ قاعدہ ہے کہ محبت اور یقین کے ازدیاد کے اسباب بھی ہوتے ہیں اور وہ انعامات اور احسانات ہیں۔ حضرت عیسےٰ تو اپنی عمر میں دھکے کھاتے پھرے الغرض ساری رات دعا کی وہ قبول نہ ہوئی اور صلیب سے نجات نہ ملی۔ یہود نے بڑی ذلت سے پکڑا اور کانٹوں کا تاج پہنایا۔ مگر دوسری طرف آنحضرتؐ کی تمام عمر کو دیکھو کہ کسطرح وقتاً فوقتاً خدا کی نصرتیں شامل حال رہیں حتےٰ کہ آخر کار بڑی عظیم الشان خوشخبری آگئی کہ اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ الخ۔ غرض اس سے دیکھو اور حساب لگاؤ کہ ان دونوں میں سے کسکو زیادہ محبت اور خدا پر کامل یقین ہونا چاہیے۔ جو شخص خدا کی قدرۃ کے زیادہ نمونے دیکھتا ہے وہی خدا سے زیادہ محبت کرتا ہے اور اسکا یقین اعلیٰ درجہ کا ہوگا +

فرمایا کہ مسیح کے آنے سے تو انکی خود بھی ہتک ہوتی ہے اور ان مسلمانوں کی بھی بے عزتی ہوتی ہے۔ کیونکہ اگر وہ آویں گے تو خلعت نبوۃ اتار کر آویں گے یا ایک نبی انکو اپنی انجیل سے بھی دست بردار ہونا پڑیگا اور قرآن کو اس لیے کہ انکو آنحضرتؐ کے بعد ختم نبوۃ ہو چکا ہے دوسرا نبی کر ماننا پڑیگا۔ غرض اُن کے آنے میں دونوں طرف کی خیر نہیں۔

بیعت

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ وَانْتَهٰى اَمْرُ الزَّمَانِ اِلَيْنَا اَلَيْسَ هٰذَا بِالْحَقِّ

علی محمد صاحب ۔ دین محمد صاحب پسران صاحب دین صاحب ساکن گجرات عالم شیر صاحب بی بی زوجہ "

عالم خاتون دختر عالم صاحب "

بی بی بخناور زوجہ مراد صاحب ۔ "

مراد صاحب و اسماعیل صاحب ولی محمد صاحب ۔ ولد مراد صاحب ۔ شلی صاحب ولد مراد صاحب "

احمد صاحب ولد امیر الدین صاحب ۔ بخش صاحب ۔ "

بھاگ بی بی زوجہ امیر الدین صاحب فاطمہ بی بی دختر امیر الدین صاحب ۔ زوجہ محمد ولد احمد صاحب "

فتح بی بی زوجہ ولیداد صاحب "

برخوردار ولد احمد صاحب مستری ۔ میاں محمد صاحب ولد برخوردار صاحب ۔ اللہ یار صاحب ولد "

بخت بی بی زوجہ برخوردار صاحب "

علی محمد صاحب و شلی صاحب و مراد صاحب "

ابنائے مستری جوایا صاحب "

میاں صاحب ولد فتو صاحب مستری "

ولیداد صاحب ولد مراد صاحب "

محمد صاحب و احمد صاحب و ولیداد صاحب پسران مستری عالم صاحب ۔

جوایا صاحب ولد غلام صاحب محمد یار صاحب ولد جوایا صاحب ۔ احمد یار صاحب ولد جوایا صاحب ۔ مراد صاحب ولد غلام صاحب ۔ "

بھاگ بھری صاحبہ زوجہ مراد محمد صاحب کھرل ولد بہلول صاحب ۔ میاں احمد صاحب ۔ "

مولوی مولا بخش صاحب ولد محمد دین صاحب ۔ "

محمد الدین صاحب ولد پیر محمد صاحب "

ہمیں صاحب ولد مولا بخش صاحب "

ابراہیم صاحب ولد " ست بھرائی والدہ امیر الدین صاحب ۔ نور محمد صاحب

عبد المجید صاحب ولد نتھا صاحب ساکن بھاگو رائے ضلع جالندھر تحصیل سلطانپور ۔

عبد القادر صاحب ۔ عبد الرحمن صاحب ۔ زوجہ عبد المجید صاحب ۔ زوجہ عبد القادر صاحب ۔ زوجہ عبد الرحمن صاحب ۔ جاماں صاحب ولد ولد شرفو صاحب ۔ زوجہ جاماں محمد صاحب میاں نتھو صاحب ولد رکھو صاحب ۔ زوجہ نتھو صاحب ۔ دختر میاں صاحب ۔

میاں رو ڈا صاحب ولد محمد حسین صاحب "

عبد الرحمن صاحب ولد مولوی محمد حسین صاحب ۔ والدہ مولوی محمد حسین صاحب ۔ عبد الخالق صاحب ۔ عبد الحق صاحب ۔

زوجہ مولوی محمد حسین صاحب ۔ زوجہ عبد الرحمن صاحب ۔ زوجہ عبد الخالق صاحب ۔

دختر مولوی محمد حسین صاحب ۔

عبد الوہاب صاحب ولد علی محمد صاحب نتھا صاحب ولد رو ڈا صاحب ۔ شمس الدین صاحب مہتاب صاحب ۔ عبد الرحمن صاحب ۔ اللہ دتا صاحب ۔ عبد اللطیف صاحب ۔ رحمت اللہ صاحب ۔ ماسٹر خاں صاحب نظام الدین صاحب اللہ بخش صاحب ۔ - - - -

قطب الدین صاحب کیپور تھلہ

داماں صاحب ۔ کہیران والی ریاست کپور تھلہ

محمد حسین صاحب "

سوندھا صاحب ۔ سامانہ ۔ ریاست پٹیالہ

پیر بخش صاحب ۔ پٹیالہ

رحیم بخش صاحب ۔ گجرات ۔

محمد یار صاحب ۔ ملتان

بابو عبد الرحمن صاحب شہرانبالہ

عبد الرحیم صاحب ۔ عبد الحکیم صاحب "

عبد المجید صاحب عبد الحمید صاحب

اللہ بندہ صاحب ۔ جان محمد صاحب

غلام نبی صاحب اللہ بندہ صاحب ولد شادی

عبد الکریم صاحب عبد الحق صاحب

شادی صاحب ولد چین صاحب ۔ احمد الدین صاحب ولد عبد الرزاق صاحب رحیم بخش صاحب

محمد رمضان صاحب عبد الرحیم صاحب

رحمت اللہ صاحب عبد اللہ صاحب

عبد العزیز صاحب محمد رمضان صاحب

اللہ بخش صاحب عبد الحکیم صاحب

عبد الکریم صاحب

زوجہ جمال الدین صاحب ۔ سعد اللہ پور کرم الدین صاحب "

امام الدین صاحب "

غلام محمد صاحب " محمد عالم صاحب "

فضل احمد صاحب زوجہ نظام الدین صاحب

امام الدین صاحب ۔ ساکن ۔ بھیں ۔

فضل بی بی زوجہ " " "

حسن بی بی دختر " " "

حسن الدین صاحب ۔ مہر الدین صاحب

مہر بی بی بنت اللہ بخش صاحب

محمد حسین صاحب ولد علی محمد صاحب ۔ سعد اللہ پور

علی محمد صاحب ولد کرم الدین صاحب "

میزان کل ۱۱۷

ماسٹر نبی بخش احمدی مالک کارخانہ گبرون تکیہ گوجراں لودہانہ پنجاب نمونجات گبرون وجنتری معہ فہرست دیگر مال مفت عام تقسیم کرتے ہیں ۔ ۔

کفّارہ

جیمس کا قول ہے کہ جو کتاب مذاہب عالم میں شائع ہوا ہے مگر بعض عیسائی پادریوں نے اس سے بھی بڑھکر حقیقت فہمی کا جوہر دکھلایا ہے وہ کہتے ہیں کہ وہ حقیقت اصلاح کچھ چیز ہی نہیں اور نہ کبھی کسی کی اصلاح ہوئی توریت کی تعلیم کسی کے لیے نہیں تھی بلکہ اس امر کے لیے تھی کہ انسان خدا کے احکام پر چل نہیں سکتا انجیل کی تعلیم بھی اسی مدعا سے تھی ورنہ منہ پر طمانچہ کھا کر دوسری گال بھی پھیر دینا نہ کبھی ہوا نہ ہوگا اور کہتے ہیں کہ کیا مسیح کوئی جدید تعلیم لیکر آیا تھا اور پھر آپ ہی جواب دیتے ہیں کہ انجیل کی تعلیم تو پہلے ہی سے توریت میں موجود تھی اور بائبل کے متفرق مقامات جمع کرنے سے انجیل بنجاتی ہے پھر مسیح کیوں آیا تھا ؟ اسکا جواب دیتے ہیں کہ صرف خود کشی کے لیے مگر تعجب کہ خود کشی سے بھی مسیح نے جی چرایا اور ایلی ایلی لما سبقتنی منہ پر لایا ۔ پھر یہ بھی تعجب کا مقام ہے کہ زید کی خود کشی سے بکر کو کیا حاصل ہوگا اگر کسی کا کوئی عزیز اُسکے گھر میں بیمار ہو اور وہ اُسکے غم سے چھری مارلے تو کیا وہ عزیز اس نابکار حرکت سے اچھا ہو جائے گا یا اگر مثلاً کسی کے بیٹے کو درد قولنج ہے تو اُسکا باپ اُسکے غم میں اپنا سر پتھر سے پھوڑ لے تو کیا اس حمقانہ حرکت سے بیٹا اچھا ہو جائے گا اور یہ بھی سمجھ میں نہیں آتا کہ زید کوئی گناہ کرے اور بکر کو اُسکے عوض سولی پر کھینچا جائے یہ عدل ہے یا رحم کوئی عیسائی ہمکو بتلائے ۔ ہم اسکے اقراری ہیں کہ خدا کے بندوں کی بھلائی کے لیے جان دینا یا جان دینے کے لیے مستعد ہونا ایک اعلیٰ اخلاقی حالت ہے لیکن سخت حماقت ہے کہ خود کشی کی بیجا حرکت کو اُس مد میں داخل کیا جائے ایسی خود کشی تو سخت حرام ہے اور نادانوں اور بیصبروں کا کام ہے ہاں جانفشانی کا پسندیدہ طریق اس کامل مصلح کی لائف میں چمک رہا ہے جس کا نام محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہے ۔

انوار احمدیہ پریس قادیان میں باہتمام شیخ یعقوب علی تراب احمدی کے چھپکر شایع ہوا

دربارِ شام

۴- مئی ۱۹۰۳ء

سلسلہ کے لئے دیکھو اخبار مطبوعہ ۱ مئی صفحہ ۱۲

تمیز از دریعہ ایک صادق کی شناخت کا اس کے ذاتی نشانات اور خارق عادت پیشگوئیاں ہوتی ہیں۔ اور منہاج نبوت پر پرکھی جاتی ہیں سو اس قسم کے دلائل بھی اللہ تعالیٰ نے اس جگہ بہت جمع کر دئے ہیں کیا زمینی کیا آسمانی۔ کیا مکانی۔ کیا زمانی ہر قسم کے نشانات اسنے خود ہمارے لئے ظاہر فرمائے ہیں۔ آنحضرت کی اکثر پیشگوئیوں کا ظہور بھی ہو چکا ہے۔ آسمان نے ہمارے لئے گواہی دی زمین ہمارے واسطے شہادت لائی اور ہزاروں خارق عادت ظہور میں آ چکے ہیں زمانہ ہے سو وہ خود زبان حال سے چلا رہا ہے کہ ضرور کوئی آنا چاہئے قوم کے ۷۳ فرقے ہو گئے ہیں یہ خود ایک حکم کو چاہتے ہیں۔ ان تمام فرقوں میں ایسے ایسے اختلاف پڑے ہیں کہ ایک دوسرے کو تکفیر کے فتوی لگائے جاتے ہیں اور ارتداد کا جرم ان میں سے ہر ایک کی گردن پر سوار ہے حنفی وہابیوں کو اور وہابی حنفیوں کو جہنمی بتاتے ہیں شیعہ ان سب کو راہ راست سے بھٹکے ہوئے کہتے ہیں خارجی ہیں سو وہ شیعہ کی جان کے دشمن ہیں۔ غرض ہر ایک فرقہ دوسروں کے خون کا پیاسا ہے اب ان میں سے اختلاف کے دور کرنے کے واسطے جو حکم آویگا کیا وہ ان کی ساری باتوں کو مان لیگا اگر ایسا کریگا تو دوسرا ناراض ہو جاویگا۔ یہاں ہر ایک فرقہ یہی چاہتا ہے کہ میری اگر ساری باتیں وہ نہ مانے گا تو وہ خدا کی طرف سے نہ ہوگا۔ غرض ہر ایک نے اس کے صدق کا معیار اپنے تمام عقائد کو مان لینا مقرر کیا ہوا ہے۔ مگر کیا وہ ایسا ہی کریگا۔ ہرگز نہیں بلکہ وہ ہر ایک راستی کا حامی اور ناراستی کا دشمن ہوگا۔ اگر ایسا نہیں تو وہ حکم ہی کس کام کا ہوا۔ اور ایسے کی ضرورت ہی کیا ہے۔ اس کے وجود سے عدم بہتر ہے۔

اصل مشکل یہ ہے کہ ان بیچارے لوگوں کی عادت ہی ہو گئی ہے اور بچپن سے کانوں ہی میں پڑتا آیا ہے کہ وہ اس طرح آسمان سے ایک مینار پر اتریگا پھر سیڑھی منگے گا اور وہ فرشتوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھکر وہ نیچے اترے گا۔ بس آتے ہی نہ علمی نہ بری کفار کو تہ تیغ کرکے انکے اموال و املاک سب مسلمانوں کے حوالے کریگا وغیرہ ان باتوں کو جو مدتوں سے سادہ لوح پر کندہ ہو گئی ہیں دور کریں تو کس طرح وہ بیچارے معذور ہیں۔ یہ مشکلات ہیں اور ان کا دور ہونا بجز خدا تعالیٰ کی خشیت کے ہرگز ممکن نہیں +

توفیتنی فرمایا اور بخاری نے اپنا مذہب اور اس آیت کے معنے بیان کر دئے کہ متوفیک۔ ممیتک۔ تو پھر اس کے بعد خواہ مخواہ ان کو زندہ آسمان پر بٹھانا ان لوگوں کی کیسی غلطی ہے وہ بیچارہ تو خود بھی گواہی دیتا ہے کہ یہ لوگ میرے مرنے کے بعد بگڑے ہیں بھلا اب ہمیں کوئی بتلاوے کہ یہ لوگ ابھی بگڑے ہوئے ہیں یا نہیں۔ اگر یہ بگڑے ہیں تو تم مسیح وفات پا چکے ہیں ورنہ ان کے تثلیث کفارہ اور علاوہ اعتقادات پر ایمان لاؤ اور آنحضرتؐ کی نبوت کا انکار کرو۔

. . . یہ جو اللہ تعالیٰ نے سورہ فاتحہ میں فرمایا ہے کہ غیر المغضوب علیہم ولا الضالین۔

اسمیں ہم نے غور کیا تو معلوم ہوتا ہے کہ آنیوالے شخص میں دو قسم کی صفات کی ضرورت ہے۔ اوّل تو عیسوی صفات اور دوسرے محمدی صفات کی کیونکہ مغضوب علیہم مراد یہود اور الضالین سے مراد نصاریٰ ہیں جب یہود نے شرارت کی تھی تو حضرت عیسےٰؑ ان کے واسطے آئے تھے جب نصاریٰ کی شرارت زیادہ بڑھ گئی تو آنحضرتؐ تشریف آور ہوئے تھے اور یہاں خدا تعالیٰ نے دونوں کا فتنہ جمع کیا اندرونی یہود اور بیرونی نصاریٰ جن کے لئے انکو بھی آنحضرت کا کامل بروز اور حضرت عیسےٰ کا پورا نقشہ ہونا چاہئے تھا +

حکم کے سامنے کسی کی پیش ہی کیا جاتی ہے۔ اور اس سے ان کی بحث ہی کیا۔ یہ زمینی وہ آسمانی۔ یہ جاہل مخبر وہ ہر وقت خدا سے تعلیم پاتا۔ یہ لوگ ہمیں رطب یابس احادیث اور اقوال کا انبار پیش کرکے ہرانا چاہتے ہیں مگر ہم کیا کریں ہمیں تو بیس سال ہوئے کہ خود خدا ہر وقت تازہ الہامات سے خبر دیتا ہے کہ یہ امر حق ہے جو تو لایا ہے تیرے مخالف ناحق پر ہیں۔ ہم اب کیا کریں ان لوگوں کی مانیں یا آسمان سے خدا کی مانیں +

سوچنے والے کیواسطے کافی ہے کہ صدی کا سر بھی گذر گیا ہے اور تیرھویں صدی تو اسلام کیواسطے سخت منحوس صدی تھی ہزاروں مرتد ہو گئے یہود خصلت بنے۔ اور جو ظاہر ہیں مرتد نہیں۔ اگر باریک نظر سے دیکھا جاوے تو وہ بھی مرتد ہیں ان کے رگ و ریشے میں نیچریت نے اپنا تسلط کیا ہوا ہے پوشاک تک ان کی بدل گئی ہے تو دل ہی تو بدلے ہونگے۔ مگر بعض خوف سے یا بعض اور وجوہات سے اظہار نہیں کرتے ورنہ ہیں وہ بھی مرتد اپنے دین کی خفیہ ہجو کرنے والے سو تیرہ تر ہوئے تو اب ارتداد میں کسر ہی کون سی باقی رہ گئی اگر اب بھی انکا مہدی اور مسیح نہیں آیا تو کب آویگا جب اسلام کا نام ہی دنیا سے اٹھ جاویگا اور یہ بیڑا ہی غرق ہو جاوے گا افسوس کہ قوم آنکھیں بند کئے پڑی ہے اور اسے اپنی حالت کی بھی خبر نہیں فقط

۶- مئی ۱۹۰۳ء

فرمایا کہ وحی کا قاعدہ ہے کہ اجمالی رنگ میں نازل ہوا کرتی ہے۔ اور اس کے ساتھ ایک تفہیم ہوتی ہے مثلاً جب آنحضرتؐ کو نماز پڑھنے کا حکم ہوا ہے تو ساتھ کشفی رنگ میں نماز کا طریق اسکی رکعات کی تعداد اوقات نماز وغیرہ کشفی رنگ میں بتا دیا گیا تھا علیٰ ہذا القیاس جو صلوٰۃ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اسکی تفصیل اور تشریح کشفی رنگ میں ساتھ ہوتی ہے جن لوگوں کو وہ اس وحی کے منشاء سے آگاہ کرتا ہے اور اسکو دوسروں کے دلوں میں داخل کرتا ہے جب سے دنیا ہے وحی کا یہی طرز چلا آیا ہے اور کل انبیاء کی وحی اسی رنگ کی تھی وحی کشفی تصویروں یا تفہیم کے سوا کبھی نہیں ہوتی اور نہ وہ اجمال بجز اس کے کسی کی سمجھ میں آ سکتا ہے +

مد سے خبر آئی ہے کہ اس جگہ آبادی کچھ اوپر دو سو آدمی کی ہے اور اب تک ایک سو تین آدمی مر چکے ہیں اور ابھی بار پانچ روز مرتے ہیں۔ اس پر حضرت اقدس نے حکم دیا ہے کہ اخباروں میں مد کے متعلق پیشگوئی مندرجہ قصیدہ اعجاز احمدیہ کو شائع کرکے دکھائیں اور مولوی ثناء اللہ وغیرہ کو آگاہ کریں کہ وہی الفاظ جن پر وہ مقدمہ بنوانا چاہتا تھا خدا تعالیٰ اسے پورا کر رہا ہے۔ اب لوگ سوچیں کہ وہ حق تھا یا نہیں +

استفسار اور انکے جواب

سوال۔ کیا قرآن شریف کی کوئی ایسی صریح آیت ہے جس سے ثابت ہو کہ مسیح بن باپ پیدا ہوا؟

جواب۔ اوّل یحییٰ اور عیسےٰ علیہما السلام کے قصہ کو ایک جا بیان کرنا ہی اس امر پر دلالت کرتا ہے کہ جس طرح پر حضرت یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش خارق عادت طور پر ہوئی یعنے حضرت زکریا علیہ السلام بہت ہی بوڑھے تھے اور ان کی بیوی بانجھہ تھی۔ اس طرح پر حضرت یحییٰ کی پیدائش کا حال اوّل قرآن نے بیان کیا ہے۔ پھر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا ذکر کیا ہے قرآن شریف کی یہ ترتیب صاف طور پر ظاہر کرتی ہے کہ ادنیٰ حالت سے اعلیٰ حالت کی طرف ترقی کی ہے۔ یعنے جسقدر اعجاز یحییٰ کی پیدائش میں تھا اس سے بہت بڑھ کر مسیح کی پیدائش میں تھا پس اگر حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی پیدائش اعجازی رنگ نہ رکھتی تھی تو پھر یحییٰ کی پیدائش کا ذکر کرکے یہ ذکر ساتھ ہی کیوں چھیڑا اور مریم علیہا السلام کا ذکر شروع کر دیا۔ اس میں بھی سر تھا کہ کسی کو تاویل کی گنجائش نہ رہے۔ ان دونوں بیانوں کا یکجائی ذکر اعجازی امر کو صاف ثابت کرتا ہے +

دوم۔ قرآن شریف نے فرمایا ہے ان مثل عیسےٰ عند اللہ کمثل آدم اگر مسیح علیہ السلام بن باپ پیدا ہوئے تھے تو پھر قرآن شریف کی اس آیت کے کیا معنے ہونگے اور آدم سے مماثلت کیا ہوئی اور وہ کیا اعتراض مسیح پر تھا جسکا یہ جواب دیا گیا۔ تاریخی بات یہی ہے کہ یہود آپ کی پیدائش کو ناجائز قرار دیتے تھے کہ آپکا کوئی باپ نہ تھا۔ اس خدا تعالےٰ نے یہود کو یہ جواب دیا کہ آدم بھی تو بلا باپ پیدا ہوا تھا بلکہ بلا ماں بھی جو اعتراضات بلا ماں واقعات کے ہوتے ہیں اُن سے جواب کو دیکھنا چاہئے۔ اگر کوئی کہے کہ ایسا ہونا خلاف قانون قدرت ہے تو پہلے اسکو چاہئے کہ قانون قدرت کی حدبست دکھا دے (۳۰ اپریل)

سوال۔ مہر کی تعداد کیا ہونی چاہئے؟

جواب۔ ہر تراضی فریقین سے جو ہو اُسپر کوئی حرف نہیں آتا اور شرعی مہر سے یہ مراد نہیں ہے کہ احادیث یا نصوص قرآنیہ نے اسکی کوئی حد مقرر کر دی ہے بلکہ اس کر مراد اسوقت کے لوگوں کے مروجہ مہر سے ہوتی ہے۔ ہمارے ملک میں یہ خرابی ہے کہ محض نمود کیلئے اور اس غرض کے واسطے کہ مرد ڈرتا رہے اور قابو میں رہے۔ لاکھ لاکھ کا مہر مقرر کر دیتے ہیں نیت نہ عورت والوں کی لینے کی ہوتی ہے اور نہ مرد کی دینے کی۔ محض نمائش کیلئے ایسا ہوتا ہے اور آخر اس سے برے برے نتائج پیدا ہوتے ہیں میرا مذہب یہ ہے کہ ایسے تنازعوں میں نیت کو دیکھ لیا جاوے اور جب تک یہ ثابت نہ ہو کہ رضا و رغبت سے وہ اسیقدر مہر پر آمادہ تھا تب تک مقرر شدہ نہ دلایا جاوے اور اُسکی حیثیت اور عام رواج کو مد نظر رکھکر فیصلہ کیا جاوے کیونکہ بدنیتی کی اتباع نہ شریعت کرتی ہے اور نہ قانون۔

عام واقفیت بڑہانیوالی خبریں

فرانس میں ایک قسم کا کاغذ ایجاد ہوا ہے جو گندک کے ہلکے تیزاب میں بنایا جاتا ہے جس قسم کا تیزاب اسمیں لگایا جاتا ہے اتنی ہی مدت بعد نہ صرف اُس کے اوپر کی تحریر بلکہ خود کاغذ خراب ہو جاتا ہے اس سے جو لوگ اپنے معاہدوں کی رجسٹری شدہ نقلیں نہ رکھینگے اُنکو وعدے کے وقت مایوسی ہوگی (ایڈیٹر۔ کیا مادی دنیا کو علوم کی ترقی انسان کو زیادہ دہوکہ باز بنائی جاوے گی؟!)

برلن۔ پایۂ تخت جرمنی میں ڈاکٹروں نے کو جیان سفید ٹوپی پہنتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ اگر ڈاکٹر کی ایکایک ضرورت پڑ جاوے تو اُسکی گاڑی پہچان لی جاوے

انسان کی کھال میں نمی کے جذب کرنے کی حیرت انگیز قابلیت پائی جاتی ہے۔ تجربہ سے معلوم ہوا کہ ایک شخص جس نے سخت محنت کے بعد گرم پانی سے غسل کیا تھا اس کا وزن نصف پونڈ زیادہ ہو گیا۔ اسی طرح گھوڑ دوڑ کے سوار سخت محنت کے بعد پینے کی گرم چیزیں استعمال کرتے ہیں ان کے مسامات کھل جاتے ہیں اور نمی جذب کرنے کے باعث تین سے چھ پونڈ تک اُن کا وزن بڑھ جاتا ہے۔

پیرس کے مدرسے سائنس میں ایک عجیب تحقیقات کی جا رہی ہے کہ انسان کے قد کی اونچائی اس گلٹی پر منحصر ہے جو حلق میں نرخرے کے نیچے ہوتی محقق کا خیال ہے کہ اگر اس گلٹی کو کسی ترکیب سے بڑھا دیا جاوے تو ایک بچہ اونچے سے اونچے قد تک بڑھ سکتا ہے۔

بیماروں کی تیمارداری کی ایک نئی ترکیب ایجاد ہوئی ہے جسکے ذریعہ سے ایک ہی شخص متعدد بیماروں کی تیمارداری کر سکتا ہے۔ ایک چھوٹا سا بکس ایجاد ہوا ہے جس میں ایک رجسٹر اور ایک یا زیادہ گھنٹیاں لگی ہوئی ہوتی ہیں۔ جب شفاخانہ میں متعدد بیمار ہوتے ہیں جو بخار وغیرہ سے سخت بیمار ہوں تو رجسٹروں کی بغلوں کے نیچے رکھدئے جاتے ہیں اور جب کسی مریض کی حرارت اس درجہ تک پہنچ جاتی ہیں جبکہ ڈاکٹر کی ضرورت ہوتی ہے تو اسکے رجسٹر کی گھنٹی زور سے بجنے لگتی ہے اور تیماردار کو مریض کی نازک حالت کی اطلاع ہو جاتی ہے۔

بعض ڈاکٹروں نے تجربہ سے فیصلہ کیا ہے کہ تمباکو پینے سے کئی ایک امراض پیدا ہوتی جن میں سے چند ایک یہ ہیں دل دھڑکنا۔ ڈسپیپسیا۔ بھوک کی کمی حافظے کی کمزوری۔ ضعف نظر۔ کھانسی۔ جسم کی کمزوری اولاد کی قلت۔

کتابوں کے ورق سے چکنائی دور کرنیکا یہ طریق عمدہ ہے کہ کاسٹک پوٹاس کا عرق گرم گرم بلاٹنگ پیپر کے ذریعہ سے داغ پر لگایا جاوے اور پھر دو تین ورق بلاٹنگ پیپر کے اسپر رکھکر گرم لوہا اس پر پھیر دیا جاوے اُس کے بعد ہائیڈرو کلورک ایسڈ کا نرم تیزاب ورق کی پشت پر لگا کر لوہے سے سکھا لیا جاوے۔

نیند آور دوائیوں کی بابت دریافت ہوا ہے کہ بعض میں چرس کی بہت سی مقدار ملی ہوئی ہے جو حال میں امریکہ کے ایک مشہور بیرسٹر کیلئے مہلک ثابت ہوئی ہے

حضرت حکیم الامت کے ارشادات

موسیٰ علیہ السلام کے مدین میں رہنے سے سبق

۱۔ خلق اللہ پر رحم اور شفقت کرے اور محض اللہ تعالےٰ کیواسطے کرے نہ کسی اجر کے واسطے جیسا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بکریوں کو پانی پلانے میں کیا۔

۲۔ اپنے آرام کی تجاویز سوچے اور طبیعت کو خراب نہ کرے۔ موسیٰ علیہ السلام نے جیسے سایہ میں بیٹھکر دعائیں شروع کر دیں۔ دعاؤں سے کام لے۔

۳۔ بجائے اس کے کہ انسان خود سوال کرے۔ چاہئے کہ محنت و مزدوری سے کام لے اور والدین کی آخری عمر میں اُن کی خدمت کرے جیسا کہ ان دو لڑکیوں نے کیا۔

۴۔ اگر کوئی تجھ سے نیکی کرے تو تم اُس کا ضرور خیال رکھو اس احسان کا بدلہ دینے کی کوشش کرو۔ اگر نہ دے سکو تو دعا کرو۔ دعا کرو حتیٰ کہ تمہیں یقین ہو جاوے کہ حق ادا ہو گیا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اذا حییتم بتحیۃ فحیوا باحسن منھا او ردوھا

۵۔ اگر بے مانگے کوئی چیز آ جاوے تو اس کے لینے سے مضائقہ نہ کرے ہاں اگر ہو سکے تو اُس کا بدلہ دیدو یا دعا ہی کر دو۔

۶۔ لڑکی دینے والا اگر خدمت کرا دے تو داماد کو کرنی چاہئے اور اگر وہ کچھ اس امر کے بدلہ میں لڑکی کا ولی کچھ مانگے تو حرام نہیں۔

حضرت یونس علیہ السلام کی دعا کا مختصر اسرار

حضرت یونس علیہ السلام کی دعا جو قرآن شریف میں درج ہے وہ یہ ہے کہ لا الٰہ الا انت سبحانک انی کنت من الظلمین یہ ایک بڑی عظیم الشان دعا ہے۔ اسمیں انہوں نے اپنا حال بھی عرض کر دیا اور اللہ تعالیٰ کے صفات کو بھی بیان کیا اور یقین کر لیا کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی اور گناہ معاف نہیں کر سکتا اور اس بات کا اعتراف کیا کہ گناہ انسان کی غلطی کا موجب ہوتا ہے۔ اور اُس کا علاج استغفار ہے اللہ تعالیٰ کی توحید کا جاننا سب پر ساری نیکیوں کے دروازے کھولتی ہے۔ اس کا اقرار کیا اور استغفار جو شر کے دروازے بند کرتا ہے اُس پر بیان لائے۔ تکلیف کا سبب بیان کیا کہ انسان کا اپنا ہی ظلم ہے۔

غضب الٰہی کے نیچے کون آتے ہیں؟

اللہ تعالیٰ کا جب غضب نازل ہوتا ہے تو اسمیں دو قسم کے لوگ گرفتار ہوتے ہیں اوّل وہ جو خود اس عذاب کے

نزول کا باعث ہوتے ہیں۔ دوم جو ان کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں اُنکی مثال رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب دی ہے کہ اگر جہاز کے نیچے کے طبقہ والے اوپر جانا پسند نہ کریں اور نیچے ہی سے سوراخ کرکے پانی لینا چاہیں اور اوپر والے ان کی بے وقوفی سے آگاہ ہونے کے باوجود بھی اُن کی حفاظت نہ کریں اور وہ سوراخ کرکے پانی لینے لگیں تو دونوں ہلاک ہونگے اسی طرح پر عام دُنیا کی حالت ہے۔

قرآن شریف کے معنے کرنیکے واسطے ضروری امور

۱۔ تقویٰ کی غرض سے قرآن شریف کو پڑھے نہ کسی اور غرض کے واسطے پس ترجمہ کرنے میں تقویٰ کا خیال رکھو۔
۲۔ اسماء اللہ کے معنے قرآن کریم کی رو سے کرو کسی لفظ کے ایسے معنے ہرگز نہ کئے جائیں جو اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کے خلاف ہوں۔
۳۔ ایک جگہ کی بات اگر دوسری جگہ بھی ہو تو اُسکو دیکھا جاوے اور دونوں کی مطابقت سے معنے کئے جاویں
۴۔ سنت اللہ کے خلاف معنے نہ کرو
۵۔ مشاہدہ اور عقل کے خلاف بھی نہوں۔
تجربہ کے خلاف نہ ہوں۔
۶۔ تعامل کے خلاف نہ ہوں۔
۷۔ کتب سابقہ اور احادیث صحیحہ سے فائدہ اُٹھاؤ
۸۔ اللہ تعالیٰ کسی کو براہ راست اپنے مکالمہ سے یا کسی اور طرح سے بتا دیوے۔
۹۔ بعض چیزوں کے آثار موجود ہیں ان کے خلاف نہ ہو
۱۰۔ لغت عرب سے باہر نہ ہوں
۱۱۔ پسندیدگی معانی کی مدنظر ہووے یعنی عرف

فیس معاف

چونکہ نتیجہ امتحان انٹرنس نکل چکا ہے (جسمیں مدرسہ تعلیم الاسلام کے طلباء سات میں سے چار پاس ہوئے ہیں اور ان چار میں سے ایک طالب علم ایسا بھی تھا جس نے گذشتہ سال امتحان مڈل پاس کیا تھا اور صرف ایک سال کی محنت سے اُس نے انٹرنس پاس کر لیا ہے) اسواسطے جیسا کہ پہلے سے اعلان کیا جا چکا ہے۔ ۱۵ مئی کو انشاء اللہ کالج کی پہلی جماعت کھولی جائے گی۔ لیکن فی الحال دو سال تک اس مدرسہ کے صیغہ کالج میں کوئی فیس نہیں لیجاوے گی اور تعلیم دینیات۔ عربی۔ انگریزی۔ فارسی۔ فلاسفی۔ ہسٹری۔ ریاضی میں ہوگی۔ المشتہر محمد صادق عفی عنہ سپرنٹنڈنٹ کالج تعلیم الاسلام۔ ۱۰۔ مئی ۱۹۰۳ء

۴۔ مئی ۱۹۰۳ء کو مجھے رویا میں یہ الفاظ معلوم ہوئے

آصف آباد (یا آصف آباد) + مسجد سلطان روم
محمد زیرک خان۔

آخری نام میں سے کچھ حصہ بھول گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے اسکی کیا تعبیر ہو۔ اگر کوئی صاحب ان ناموں کے متعلق کچھ اطلاع دے سکیں تو خوب ہو

والسلام۔ محمد صادق عفی عنہ۔ قادیان

النصح

(گذشتہ اشاعت سے آگے)

اس سے پہلے کچھ نہ تھا تثلیث کا کوئی بھی طور
تیرہ و پرشب اُسنے جھٹلائے کرائی اس پہ غور
ظلم سے تثلیث لوگوں کو کرائی خود قبول
مانتے تھے اُس سے پہلے ابن مریم کو رسُول
بات سچی ہے یہی تاریخ ہے اس پر گواہ
شک نہیں اس میں کہ قتل بعد عیسےٰ ہو یہ راہ
ایسی ظلمت اور ضلالت سے خدا کی ہے پناہ
دین عیسےٰ کو کیا اس بدکیشی نے تباہ
مار ڈالا جان سے جس نے نہ مانا یہ طریق
قتل اس انکار سے ہوتے رہے صدہا فریق
ہر طرف تثلیث کی لعنت جہاں میں چھا گئی
ظلم قسطنطین کی ظلمت جہاں پر آ گئی
بد نتائج اپنے سب دنیا میں وہ پھیلا گئی
ایسی بدحالت ہوئی مخلوق سب گھبرا گئی
تین سو جب سال گذرے ظلم پہنچا تا کمال
غیرت حق نے نکالا حق کو باجاہ و جلال
نسل اسمٰعیل سے ظاہر ہوا اک پہلوان
جس کی آمد تھی نوشتوں میں لکھی باعز و شان
نکلا فاران عرب سے ایک باہیبت جوان
اور میدان میں کھڑا ہو کر ہوا وہ رجز خوان
زور سے للکار کر ظاہر کیا توحید کو
اور جتلایا خدا پاک کی تفرید کو
آخری پتھر نبوت کا وہ کونے کا سرا
جس کی نسبت خود بھی عیسےٰ ابن مریم نے کہا
پیس ڈالے گا وہ پتھر جس پہ آ کر گر پڑا
اور پس کر راکھ ہو جائے گا جو اُس پر گرا
بعد جانے کے مرے دنیا میں احمد آئیگا
جو نہیں بتلا سکا میں تم کو وہ بتلائے گا
وہ مثیل حضرت موسےٰ دعا ابراہام
جس کے منہ میں خود خدا نے دیدیا اپنا کلام
تاکہ بھر جائے زمین اُس کی ستائش سے تمام
اور صفات حق سے واقف ہوں جہاں میں خاص و عام
حضرت داؤد کا وہ پہلوان باوقار
اور سلیمان کا محمد نام وہ پیارا نگار
آ گیا ملنے پہ تھا توحید کا نام و نشان
کھو چکے اس گوہر نایاب کو تھے بندگان
اور شرک و بت پرستی میں پھنسے تھے انس و جان
وحشت و غفلت میں تھا ڈوبا ہوا سارا جہان
جتنے تھے اہل کتاب اُن کے چلن بگڑے ہوئے
افترا کرنے سے حق پر تھے وہ دین بگڑے ہوئے
اسود و احمر کا آخر آ گیا جب رہنما
آتے ہی حکم خدا کا اُس نے فتویٰ دیدیا
آسمان پر دیکھ لو جو فیصلہ اب ہو گیا
مجھ کو جو حق سے ملا ہے تم کو دیتا ہوں سُنا
اب کوئی غیر حق یاں پر نہ پوجا جائے گا
جو نہ مانیگا خدا کا حکم وہ پچھتائیگا
حق نے بخشی ہے مجھے یہ دیکھ لو روشن کتاب
اب یہی دکھلائیگی سُن لو تمہیں راہ صواب
بات جو کہدیگی وہ بات ہو گی لاجواب۔
چاہتے ہو گر بھلا اپنا اسے مانو شتاب
یہ زمین و آسمان کے رب نے بھیجی ہے ہدا
رب کے بندو مان لو اس کو یہ ہے نور و شفا
میں بھی خواہ بنی آدم ہوں دکھلاتا ہوں حق
حق دیا مجھ کو خدا نے اور بتلاتا ہوں حق۔
خود بھی میں ہوں خادم حق اور سمجھاتا ہوں حق
حق نے بھیجا ہے مجھے اور حق سے میں پاتا ہوں حق
حق ہی میرے پاس ہے اور اُسکا میں حقدار ہوں
میں نہیں کہتا ہوں حق میں مرسل دادار ہوں
میں وہی کہتا ہوں جو ہیں کہہ چکے سب انبیاء
دیکھ لو تم کھول کر پہلے نوشتوں کو لکھا۔
موسیٰ و عیسیٰ نے میرے حق میں ہے جو کچھ کہا
میں مصدق ہوں اُسیکا کہہ رہا ہوں برملا
افترا باندھو نہ حق پر تم سنو اہل کتاب
اور اگر سچے ہو لاؤ میری باتوں کا جواب
رب ہے میرا بھی وہی جو رب تھا ابراہیم کا
اور خدا میرا وہی ہے جو تھا موسیٰ کا خدا
جس کو عیسےٰ نے کہا ایلی وہ ہے اللہ میرا
سب پہ قادر سب کا مالک خالق عرش و سما
پیٹ کا مریم کے جایا ہو نہیں سکتا خدا
الہ الہ ایلی ایلی ابن مریم نے کہا
مانتے ہو کس طرح تثلیث نامعقول کو۔
ایک ٹھہراتے ہو تم معقول اور مجہول کو۔
کیوں بڑھاتے حد سے ہو اک بندہ مقبول کو
بات تو سیدھی ہے یہ اب دخل کیا ہے طول کو
جو سمجھ آتی نہیں وہ بات کیوں مانے کوئی
تین میں کا ایک ہونا کس طرح جانے کوئی
ابتدا سے مانتے آئے ہیں جس کو سب رسُول
قُل ھُوَ اللّٰہُ اَحَد ہاں ہے یہی سچا اُصول
لَم یَلِد اور لَم یُولَد کے ہے سوا سب کچھ فضول
بات ہے معقول یہ کرتے ہیں جس کو سب قبول
مرسلان حق کا جب سے سلسلہ جاری ہوا
ایک ہی سب کو یہ حکم حضرت باری ہوا

(باقی آئندہ)

حفظ صحت اور اسلام

نمبر ۳

لباس کی نسبت اس طرح پر ارشاد ہے وَجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيلَ تَقِيكُم بَأْسَكُمْ۔ یہ آیت صاف ظاہر فرماتی ہے کہ گرمی اور ہر تکلیف کے لئے ہر قسم کے لباس بناؤ۔

پس کہاں ہیں وہ نام کے دیندار جو ان تمام صحیح آیات کو نظر انداز کرکے ہائی جین کو فضول اور لغو خیال کرتے اور تمام تدابیر حفظ صحت کو بے معنی سمجھتے ہیں میں انکو ارشاد الٰہی پھر یاد دلاتا ہوں کہ اپنے ہاتھوں سے اپنی جان کو ہلاکت میں مت ڈالو۔

اس کے سوا اور بہت سی آیات قرآنی ہیں۔ جو اعلیٰ درجہ کی ہائی جین کی طرف کھینچتی ہیں۔ اور جنکی تفصیل کو ایک علیحدہ کتاب چاہتی ہے۔

اب چند رسوم اسلام اور عادات رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ کی طرف اپنے ناظرین کو توجہ دلاتا ہوں جس سے صاف ظاہر ہو جائیگا کہ عملاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہائی جین کی کیسی بنیاد ڈالدی ہے۔

یہ ایک علیحدہ امر ہے کہ لوگ ان رسومات کے اصل معنٰی کو نہ سمجھ سکیں۔ اور محض رسم پرستی کے طور پر ان کو ادا کرتے رہیں۔

اوّل۔ پنج وقتہ نماز اور وضو۔ نماز کے روحانی اور اخلاقی مقاصد و مآل سے ہمکو اس جگہ پر کچھ بحث نہیں محض اوس کے حفظ صحت مقاصد اور نتائج پر نظر کرنا منظور ہے۔

واضح ہو کہ طہارت جسمانی اور روحانی کی تمام شروط نماز میں شامل ہیں۔ وضو میں چہرہ ہاتھوں اور پاؤں کو دھویا جاتا ہے جسم کے یہی حصے ہیں جنپر زیادہ سے زیادہ میل کچیل پیدا ہوتی ہے۔ ہر وقت برہنگی کیوجہ سے اونپر طرح طرح کی غلاظت کے لگنے کا اندیشہ ہے اسلئے دن میں الگ الگ پنج وقت نماز کے ساتھ دھویا جانا فرض کیا گیا ہے۔ خراب متعفن گیسیں اور بیماریوں کے حیوانات ہوا کے ساتھ۔ ناک۔ منہ اور آنکھ کے اندر وقتاً فوقتاً پہنچتے رہتے ہیں اسلئے ہر وضو کے ساتھ ناک کو اندر سے دھونا اور غرغرہ کرنا سنت ہے۔

جو خراب ذرات یا بیماریوں کے حیوانات ناک میں داخل ہوتے ہیں اُن کی آمد تنفس کے بیان میں دیکھ چکے ہیں کہ کسطرح سے قدرت نے اون کے روکنے کے واسطے تمام ناک اور ہوائی نالیوں کے اندر بال اور رُوواں پیدا کر دیا ہے۔ جو ہوا کے تمام کثیف ذرات کو پیچھے ہی روک لیتے اور پھیپھڑوں تک پہنچنے سے مانع ہوتے ہیں۔

یہ ذرات زیادہ تر ناک کے اندر رُک کر جمع ہو جاتے ہیں۔ سو اون کی صفائی کے لئے ہر وضو کے ساتھ ناک کو اندر سے دھونا نہایت عمدہ اور ضروری انتظام ہے۔

مُنہ کے اندر جو کثافت اور غلاظت جمع ہو اوس کے واسطے کُلی اور مسواک تجویز کئے گئے ہیں۔ آنکھ کے کوے اور پلکوں کے صاف کرنیکا وضو میں حکم ہے۔

کان کے راستے کے اندر بھی اکثر میل کچیل جمع ہوتی رہتی ہے اس لئے انگلی کے ساتھ اسکو بھی صاف کرنا وضو کے لوازمات میں سے ہے۔

چونکہ وضو میں چہرہ۔ اور ہاتھ پاؤں دھویا جاتا ہے جسکی وجہ سے ان حصوں کو ٹھنڈک پہنچکر سر کی طرف خون کا زیادہ رجحان ہو جاتا ہے۔ اسلئے سر پر مسح کرنا ضروری فرمایا گیا ہے تاکہ سر کو بھی ساتھ ہی میٹھی میٹھی ٹھنڈک ٹھنڈک پہنچکر خون کی میزان برابر ہو جائے۔

مسواک کرنا سنت مؤکدہ میں سے ہے۔

حدیث شریف سے ثابت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مسواک کو بہت پسند فرماتے تھے اور جب باہر سے تشریف لاتے تو مسواک کیا کرتے اور تلخ لکڑی کی مسواک زیادہ پسند فرماتے تھے۔ اسمیں یہ مصلحت ہے کہ ایک تو تلخی سے مُنہ کا لُعاب بکثرت خارج ہو کر تمام باریک نالیوں کو اندر سے دھو ڈالتا ہے۔ جو فائدہ محض مسواک یا غرغروں سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ مسواک کے ریشے اور کُلی کا پانی اون کے اندر نہیں پہنچ سکتا۔ بلکہ خوردبین کے بغیر وہ نظر بھی نہیں آسکتیں۔ دوئم تلخ لکڑیوں میں ایک یہ خاص قوت ہے کہ وہ تمام امراض کے کیڑوں اور فاسد ہواؤں کے زہروں کو ہلاک کر دیتی ہیں۔ الغرض تلخ لکڑی کی مسواک کرنا ایک عجیب ہی فلسفہ ہے۔

تمام جسم اور پارچہ جات کا پاک صاف رکھنا بھی لوازمات نماز میں سے ہے جو بذات خود جسمانی صحت کے واسطے نہایت ضروری ہے۔

مساجد کا جس جگہ نمازیوں کا مجمع ہوتا ہے اعلیٰ درجہ پر پاک و صاف رکھنا واجب ہے۔ چنانچہ اصل مسجد نبوی میں کوئی غسلخانہ یا پاخانہ نہیں تھا اور میلا چراغ رکھنے کی جگہ تھی بلکہ اُس کے اندر وضو یا غسل کرنا تھوکنا کھنگارنا اور ناک سنکنا بھی منع تھے

اس تمام مناہی کا یہی فلسفہ ہے کہ اجتماع کی جگہ میں کسی قسم کا تعفن اور رطوبت وغیرہ نہو۔ کوئی بدبودار چیز کھا کر آنے سے بھی ممانعت تھی۔ بلکہ خوشبودار چیزیں گاہے گاہے جلائی جاتی تھیں۔

جس جگہ لوگوں کا مجمع ہوتا ہے وہاں سانس کے ساتھ کاربانک ایسڈ گیس جو ایک زہریلی ہوا ہے بکثرت خارج ہو کر جمع ہو جاتی اور تمام ہوا کو ناقص کر دیتی ہے۔ اس کے سوا اور بہت قسم کی غلیظ اور مضر ہوائیں پیدا ہوتی ہیں۔ ایسے موقعوں پر اگر صفائی ہوا کے لئے خاص خاص انتظام نہ کئے جائیں تو سخت نقصانات پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس لئے نماز کے مجمع کے واسطے طرح طرح کے انتظام اور بندوبست فرمائے گئے ہیں

عام طور پر بڑے بڑے مجمعوں میں تھوڑی دیر ٹھیرنا اور عطر لگانا سنت ہے۔ جمعہ کی نماز جسمیں ایک شہر کے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ نماز کے فرض نصف کر دئے گئے ہیں۔ عید کی نماز میں چونکہ قرب و جوار دیہات کے لوگ بھی جمع ہوتے ہیں۔ اس لئے اُس کی نسبت یہ حکم ہے کہ شہر سے باہر ادا کیجائے اور چونکہ حج کی نماز میں تمام دُنیا کا اجتماع ہوتا ہے اس لئے اُس کے واسطے مکہ سے کوسوں کے فاصلہ پر ایک ریتیلا میدان تجویز فرمایا گیا تھا۔

اگر نماز کے فلسفہ ہائی جین کی پوری پوری تفصیل کیجائے تو ایک علیحدہ مبسوط کتاب چاہئے۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایسی کامل حکمت ایک اُمّی انسان کی زبان سے کیسے جاری ہوئی جو ایک ریگستان کی سخت وحشی اور جاہل قوم میں پیدا ہوا اور ایسے زمانہ میں جبکہ نہ کوئی سوسائٹی تھی اور نہ مدرسہ۔ بلکہ پرانے مذہب بھی سخت غلطیات اور واہیات رسومات میں پڑے ہوئے تھے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام تعلیم اور انتظام محض وحی الٰہی کا نتیجہ ہے۔ خدا رسیدہ لوگوں پر کشفی حالت میں تمام اشیاء کی حقیقت کھولدی جاتی ہے اور کشفی سوسائٹیوں اور مدرسوں میں وہ ہر قسم کی اعلیٰ سے اعلیٰ تعلیم حاصل کرتے ہیں۔

ظاہر تدابیر حفظ صحت کے سوائے جنکا نماز میں بڑا اہتمام ہے ایک باطنی انتظام بھی ہے جسکو تمام نیک طینت خدا پرست دانشمند بآسانی سے سمجھ سکتے ہیں۔ اوس کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ عبودیت۔ تضرع۔ انکسار۔ یاد الٰہی۔ اور دُعا کا بھاری اثر تمام جسمانی قویٰ پر بھی ہوتا ہے۔ روح کو صفائی اور اطمینان حاصل ہو کر تمام اعضاء اور قویٰ کو تسکین حاصل ہوتی اور طرح طرح کے امراض دماغ و قلب دور ہوتے ہیں شدت جذبات اور کثرت تفکرات دوران خون اور دماغی پرورش پر طرح طرح سے خراب اثر ڈالتے ہیں اور انکا دفیعہ اکثر حالتوں میں عبادت اور دعا سے نہایت عمدہ طور پر ہو جاتا ہے ذکر الٰہی سے قلب کو ایک خاص اطمینان پہنچتا ہے۔ جو کسی دنیاوی سامان اور انسانی تدابیر سے حاصل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ قرآن مجید فرماتا ہے اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ اس طرح سے نماز حفظ صحت کی تدابیر میں سے ایک اعلیٰ درجہ کی تدبیر ہے۔ عشاء کی نماز کے بعد سوجانا اور علی الصباح نماز صبح کے واسطے اُٹھنا اسلامی فرائض میں سے ہے۔ اس فرض میں ایک نہایت ضروری حفظ صحت کا مسئلہ شامل ہے۔ رات کو جلدی سوجانا اور صبح کو سویرے اُٹھنا نہایت ہی صحت بخش ہوتا۔ بڑے سے بڑے سخت سونے سے پیشتر دماغ و قلب کی ایسی حالت ہونی چاہئیے کہ کسی قسم کی گھبراہٹ یا جوش یا ایسے جنسی قریب نہ ہو اور جو دن بھر کے جھگڑے بکھیڑے ہیں قطعاً علیحدہ ہو کر دماغ اور قلب کو عین اطمینان کی حالت میں چھوڑ دیں۔

اسلام میں عورتوں کی حالت

نمبر ۳

ہمنے گذشتہ نمبروں میں یہ دکھایا ہے کہ دنیا کے ہر حصہ میں عورتوں کے متعلق قریباً ایک ہی قسم کے خیالات و معتقدات رہے ہیں ہم نہیں چاہتے کہ اس دردانگیز کہانی کو طول دیں مختصر یہی ہے کہ اگر دنیا کے خیالات و معتقدات اور اصول معاشرت و تمدن میں کیسا ہی کچھ اختلاف اور تضاد ہے تاہم عورت ذات کے متعلق سب کی ایک ہی رائے رہی ہے۔ مشرق میں جاؤ یا مغرب میں جنوب میں دیکھو یا شمال میں۔ ربع مسکون کے کسی طبقہ میں جاؤ یہ مخلوق اپنی حالت میں یکساں ہی نظر آئیگی۔ اگرچہ اخلاق کا تقاضا اور احسان شناسی کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے تھا کہ وہ چیز جس سے دنیا دنیا بنی اور مجازی طریق پر جو اس عالم کی خالقیت میں بہت بڑا حصہ لینے والی ہے۔ اس کا احترام کیا جاتا مگر نہیں اسے پاؤں کے نیچے روندا گیا ہے اور تاریخ کے اوراق عورت ذات کے متعلق خون سے لکھے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہمیں اس امر کے اظہار سے کوئی عار نہیں ہے کہ اسلام سے پہلے حتی الوسع خدا تعالیٰ کی اس درماندہ مخلوق کے کچلنے ہی کی کوشش کی گئی ہے نہ مذہبی قوانین نے عورتوں کی حرمت کی اور نہ ملکی آئین نے انکے حقوق کی نگہداشت کی بلکہ انکے گلے پر سب کی کند چھری چلتی رہی۔ لیکن آخر خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے اس عاجز مخلوق کی چیخوں کی پکار سنی اور اسکی زاری و نالے نے رحمت الٰہی کے جوش میں ایسا تموج اور تحریک پیدا کی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اُس نے رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو دنیا میں بھیجا جنہوں نے اس عاجز اور مظلوم مخلوق کی جائز عزت کو قائم کیا اور اُس کے حقوق کی نگہداشت اور مراعات کے آئین دنیا کو عنایت کئے۔ جسقدر اقوام عالم گذری ہیں یا اب موجود ہیں۔ انمیں سے روئے زمین پر ایک ہاں صرف ایک ہی قوم ہے جس نے عورتوں کا پاس و لحاظ کیا اور انکی عزت و احترام انکے حقوق کی نگہداشت کو آئین مذہب کا ایک جزو قرار دیا ہے۔ یہانتک اون کی تعظیم کی اور اون کی کھوئی ہوئی عزت اون کو دی کہ اون کی اطاعت اور رضاجوئی کو کلید جنت قرار دیا اور کہدیا کہ جنت ماؤں کے قدموں کے نیچے ہے اے ہمارے بالغ نظر ناظرین! ہم دعوے سے کہتے ہیں کہ تم مشرق اور مغرب کے ادیان اور اقوام کے دین اور قوانین ملکی و مذہبی کی تحقیق کرو۔ ساری دنیا کے ہادیوں اور ریفارمروں کی تقریروں یا تحریروں پر غور کرو لیکن یہ عزت جو اسلام عورت کی قائم کرتا ہے اور ماؤں کے قدموں کے نیچے جنت رکھ کر اُن کی اطاعت کی ہدایت کرتا ہے۔ آپ کو نہ ملیگی پر نہ ملیگی!!!

اسلام ہی کی برکت ہے کہ عورت ذات کو ام المومنین کا محترم لقب ملا۔ دنیا میں اسلام سے پہلے کیا ہادی اور ریفارمر نہیں آئے؟ کیا انڈیا کے رہنے والے اپنے مذہبی قوانین نہیں رکھتے اور اپنے واجب التعظیم ہادیوں کو نہیں مانتے؟ لیکن ہمکو کوئی بتائے کہ یہ معزز اور شریف لقب جو دیا گیا کیا اسلام سے پہلے اُن کی نظیر کہیں ملتی ہے؟ ہرگز نہیں۔

ہم سچ کہتے ہیں اور ہر شخص کو اپنے اس دعویٰ کی تحقیق اور تدقیق کے لئے چیلنج کرتے ہیں کہ وہ اسلام کا ہدایت نامہ قرآن کریم یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات عالیہ اور آپ کی سیرۃ میں بغور مطالعہ کرے اور بتائے کہ قرآن کے سوا کوئی کتاب ہے جس نے جہان روحانی فضائل اور اخلاق فاضلہ کی بنیاد دنیا میں قائم کی ہو وہاں انسانی تمدن اور معاشرت کے وہ اعلیٰ اصول قائم کئے ہیں کہ اس وقت کی متمدن اور مہذب قوموں کو یہ تسلیم کرنا پڑا ہے کہ اس سے بہتر اور کسی کتاب میں مگر نہیں لیکن ہم اپنے اپنے محل پر ان سب امور کو بیان کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

قرآن کریم ہی دنیا میں پہلی کتاب ہے جس نے عورت کو مرد کے ساتھ ایک ہی پیمانہ پر رکھا ہے کوئی ہماری اس تحریر سے یہ نتیجہ نکالنے کی کوشش نہ کرے کہ ہم مرد کو عورت پر کوئی شرف اور عزت نہیں دیتے؟ یہ بالکل غلط خیال ہوگا اگر کوئی اس نتیجہ پر پہنچنے کی کوشش کرے ہم الرجال قوامون علی النساء کے قائل ہیں قرآن کریم نے جو امتیاز اور شرف مرد کو دیا ہے وہ بجائے خود ہے۔ اور عورت کی جو حرمت و عزت کی ہے وہ اپنی جگہ پر ہے۔ اسجگہ تو ہمکو عام بحث مقصود ہے عام معاملات میں قرآن کریم عورت اور مرد کو ایک ہی پیمانہ میں رکھتا ہے مثلاً جہاں اولاد کو حکم ہوتا ہے کہ تم اول کس پر احسان کرو تو اُس کا جواب یہی دیا گیا ہے کہ والدین کے ساتھ احسان کرو۔ بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کی تعلیم دے کر دوسری بات یہی تعلیم فرمائی ہے کہ والدین کے ساتھ احسان کرو۔ والدین میں ماں باپ دونو ہی آگئے ہیں اور یہی وہ مقام ہے جہاں سے گویا عورت اور مرد کی بظاہر مساوات کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور ان مظالم کا خاتمہ ہوتا ہے جو اسلام سے پہلے اس کمزور ذات پر روا رکھے جاتے تھے۔

یہ کوئی معمولی سی بات نہیں ہے بلکہ بالکل نئی اور عجیب بات تھی جو اسلام نے ساری دنیا کے خلاف قائم کی۔ اور اس بات کی کچھ پروا نہیں کی کہ مجاہل کی کیا مانتے ہے اسلام نے سچائی کے پھیلانے اور اُس کے بیان کرنے میں قوموں کی باہمی قوت اور یگانگت کی پروا نہیں کی ہے۔ اور یہ ثبوت ہے اُس کے خدا کی طرف سے ہونے کا۔ محض انسانی خیالات اور تفکرات کا نتیجہ اگر اسلام بھی دوسرے زمینی مذاہبوں کیطرح ہوتا تو بیشک وہ عورت ذات کے ساتھ وہی سلوک روا رکھتا جو اسوقت دنیا کی ساری قوموں نے جائز رکھا ہوا تھا مگر نہیں ایسا نہیں چونکہ آسمانی قوت اور شوکت اپنے ساتھ رکھتا تھا اور وہ خدا کے مقدس رسول کا قائم کردہ دین تھا اس کے نزدیک ساری دنیا جبکہ وہ ایک غلطی اور بیہودگی پر متفق تھی مرے ہوئے کیڑے سے بھی زیادہ بے وقعت اور کم اثر تھی۔ اس لئے عورت کے حقوق کی نگہداشت فرماتے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا کی مخالفت کا ذرا بھی لحاظ نہیں کیا۔ دانشمند اگر اس مقام پر غور کریگا تو بیشک ایسے اسلام کی سچائی اور من جانب اللہ ہونے پر ایک روشن دلیل ہاتھ لگے گی۔ یہ اصول جو عورت کی عزت کو قائم کرنے کے لئے دنیا کے سامنے پیش کیا گیا۔ یہ ایک عجوبہ تھا جو اس سے پہلے دنیا کی آنکھ نے نہ دیکھا تھا اور نہ سنا تھا۔ اگرچہ اب تیرہ سو برس کے بعد ممکن ہے کہ اس کو ایک معمولی بات سمجھا جاوے اور کہا جاوے کہ یہ نئی اور نرالی بات نہ تھی۔ لیکن جب اس امر پر خیال کیا جاوے گا کہ اسوقت دنیا کی حالت اس پہلو کے لحاظ سے کیا تھی؟ اور عورتوں کیساتھ کیا سلوک کیا جاتا تھا تو یہ معما بخوبی حل ہو جاتا ہے۔

یہ بات کوئی معمولی بات نہیں کہ کل دنیا ایک ہی طریق اور خیال کو مدنظر رکھ رہی ہو۔ اسوقت ایک شخص جو جو امی کہلاتا ہو دنیا کے ایک ریگستانی حصہ میں جو گویا دنیا سے بالکل الگ تھلگ پڑا ہوا ہو جس پر متمدن قوموں کا سایہ بھی نہ پڑا ہو اور ہمسایہ قومیں اُس پر کچھ بھی اثر انداز نہ ہوئی ہوں وہ ساری دنیا کے برخلاف ایک امر پیش کرے اور نہ صرف پیش کرے بلکہ اُس کو منوا کر اور اُس پر عمل کر کے دکھاوے یہ ایک ایسی بات ہی جو ہرگز ہرگز معمولی نگاہ سے دیکھے جانیکے قابل نہیں یہ عظیم الشان معجزہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا۔ آپ نے عورت کی جائز عزت و حرمت کے قائم کرنیکی تعلیم دی اور پھر اس تعلیم پر عمل کر کے دکھا دیا کسی ہادی کسی ریفارمر کسی مقنن کی لائف یا سوانح میں ہمیں ایسا واقعہ نکال کر دکھاؤ کہ ساری دنیا کے خلاف اُس نے ایک امر ایسی حالت اور صورت میں جو آپ کو پیش آئی پیش کیا ہو اور پھر منوا کر اُس پر عمل کرا دیا ہو۔ ساری تاریخیں پڑھ جاؤ۔ مذہبی دنیا کی ساری کتابوں کی ورق گردانی کرو یہ نظیر نہ ملیگی؟ آجکل کے نو تعلیم یافتہ یورپ کے خیالی اور بیہودہ فلسفہ کی تقلید کر کے سوال کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کونسا معجزہ ظاہر ہوا؟ ہم کہتے ہیں کہ آپ کے کمالات اور معجزات اسقدر ہیں کہ انسان انکو ہرگز ہرگز شمار نہیں کر سکتا۔ یہ ایک ادنیٰ سا معجزہ ہے اگر یہ معجزہ نہیں تو پھر ہمارے اس دعویٰ کی تردید کر کے دکھائی کہ دنیا میں کسی اور نے ایسی حیرت انگیز تبدیلی کر دکھائی ہو؟ اللھم صلی علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم۔ (باقی آئندہ)

مذہبی دُنیا پر نظر

عیسائیت کی ناکامی

وقتاً فوقتاً ہم اس ناکامی اور نامرادی کا ذکر کرتے رہتے ہیں جو عیسائیت کو اقطاع عالم خصوصاً ہندوستان میں ہو رہی ہے اور اُس کی یہ نامرادی بھی حضرت مسیح موعود کے دعوی کی تصدیق کرتی ہے۔

انگلستان کی ڈاکٹر جوشیا اولڈ فیلڈ جو سال گذشتہ میں بڑے جوش و خروش کے ساتھ ہمارے ملک میں یسوع ناصری کی انجیل سُنانے اور اُس کے مذہب کی اشاعت کرنیکے لئے آئے تھے اب اپنے مقصد میں پورے معنوں میں ناکام و نامراد ہو کر واپس انگلستان تشریف لے گئے ہیں وہاں جاتے ہی اونہوں نے پادریوں کی ناکامی و نامرادی کے متعلق ایک آرٹیکل شایع کیا ہے جو مذہب سے دلچسپی رکھنے والوں کے قابل مطالعہ ہے ڈاکٹر موصوف کے قول کے موافق ہندو مسلمانوں کی نظروں میں عیسائی مذہب کے مقبول ہونے کے چھ وجوہات ہیں۔ تین وجوہات اصُول سے متعلق ہیں اور باقی تین کا تعلق پادریوں کی ذات سے ہے پہلی تین وجوہات جن سے عیسائی مذہب اصولاً باشندگانِ ہندوستان کی نظروں میں وقعت حاصل نہیں کر سکتا یہ ہیں اول پادری صاحبان خیال کرتے ہیں کہ ساری جہان کی سچائی انجیل ہی میں بند ہے اور باقی مذاہب کے طریقہ عبادت کفر و الحاد پر مبنی ہے۔ (۲) مسیحی واعظین یہ بات بھولے ہوئے ہیں کہ اہل مشرق کی مقدس کتب پاک سچائیوں سے پُر ہیں اور اغلباً نہایت مفید قابل عمل ہدایات مندرج ہیں (۳) اعلیٰ ذات کے ہندو خیال کرتے ہیں کہ مشنری نہ صرف جاہل بلکہ بد دیانت ہیں۔ کیونکہ عیسائیوں کی شایع کردہ رپورٹوں میں ہندو مذہب سے وہ وہ لغو باتیں منسوب کیجاتی ہیں جو در اصل اس میں پائی نہیں جاتی ہیں اس کے بعد ڈاکٹر اولڈ فیلڈ نے پادری صاحبان کی تین ذاتی کمزوریاں بیان کی ہیں کہ اوّل وہ ہندوستانیوں سے تعصب اور نفرت سے پیش آتے ہیں (۲) ان کا پرائیویٹ چال چلن بعض حالتوں میں ہندوستانیوں سے کہ جنکو وہ ہدایت کرنے آتے ہیں بہتر نہیں ہوتا۔ (۳) اور بالعموم ایک پادری کی روحانی زندگی ایک ہندوستانی کی روحانی زندگی سے ادنی ہوتی ہے۔

آریہ سماج اور سلسلہ عالیہ احمدیہ لاہور میں آریہ سماج نے سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ہاتھ سے ایسی شکست کھائی ہے جو خود اُس نے محسوس کر لی ہے۔ چنانچہ یوگ کے مسئلہ پر بحث کرے جو کچھ درگت سماج کی ہوئی ہے اُس کو کسی طرح ٹالنے کی کوشش کی جا رہی ہے اُس کے متعلق جناب ڈاکٹر مرزا یعقوب بیگ صاحب بی اے اسسٹنٹ سرجن سے جو خط و کتابت ہوئی ہے اُسکو ہم الحکم کی کسی اگلی اشاعت میں انشاء اللہ العزیز شائع کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔

سلسلہ عالیہ احمدیہ امریکہ میں الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں امریکہ کے ایک نومسلم مسٹر انڈرسن صاحب کی ایک چٹھی ہم شایع کر چکے ہیں صاحب موصوف سے ہمارے مکرم بھائی مفتی محمد صادق صاحب نے اُن کے مختصر سوانح دریافت کئے تھے جس کے جواب میں صاحب موصوف مندرجہ ذیل خط لکھتے ہیں

نیو یارک ۳۰ مارچ ۱۹۰۳ء

ڈیر سر

خدا کے نام سے شروع ہو جو کہ بہت مہربان ہے۔

مجھے آپ کا ۲۸ تاریخ کا خط ملا اور میرا خیال ہے کہ اس وقت تک میرا پہلا جواب آپ تک نہ پہنچا ہوگا جو استفسار آپ نے کئے ہیں میں حتی الوسع ان کے جوابات دیتا ہوں۔

میں علاقہ روس کی ایک سرزمین نامی فنلنڈ میں پیدا ہوا تھا لیکن میرے آباؤ اجداد روس کی جنوب مشرق کی طرف سے آئے تھے اور وہ بوریجات سے تعلق رکھتے تھے بوریہ لفظ کے وہی معنے ہیں جو کہ تاتاری زبان میں بہادر لفظ کے معنے ہیں۔ اور ممکن ہے کہ ان کی رگوں میں تاتاری یا اسلامی خون کا کچھ حصہ بھی ہو ہمارے خاندان کا ایک حصہ جو کہ روس کے شمال اور فنلنڈ میں رہتا ہے وہ روسی گرجہ اور لوتھر کے گرجہ سے تعلق رکھتا ہے اور یہی مذہب کثرت سے فنلنڈ میں رائج ہیں۔

اور میں کب سے مسلمان ہوں اس کا جواب یہ ہے کہ میرے پیارے دوست مسٹر محمد ویب صاحب نے تو نومسلموں کے رجسٹر میں مقام قسطنطنیہ میں میرا نام نومبر ۱۸۹۵ء میں درج کیا تھا لیکن اس سے تین سال پیشتر ہی میرا خیال تھا کہ میں بعض اہل اسلام سے خواہ قسطنطنیہ میں خواہ قاخان میں خواہ روس میں اپنے سچے دین اسلام کی قبولیت کے اظہار کی خط و کتابت کروں گا۔ اور بڑی راستی سے کہہ سکتا ہوں کہ در اصل گذشتہ سات آٹھ سال یعنی ۱۸۹۶ء سے میں مسلمان ہوں میری عمر نومبر ۱۹۰۳ء میں ۳۳ سال کی ہوگی اور میرا پیشہ ایک کیمسٹ یعنی دوائی گری کا ہے اگرچہ میں مرکب ادویہ کو مفردات میں ملانیکا کام کرتا ہوں مگر مفردات کو مرکب بنانے کی بھی مجھ کو مشق ہے زبان دانی کے لحاظ سے میں انگریزی فرانسیسی۔ سویڈش۔ ڈینش۔ جرمن روسی اور نوسویجین زبان سے بخوبی واقف ہوں۔ اور ترکی زبان سے بھی کچھ واقفیت رکھتا ہوں لیکن ابھی تک میں نے عربی زبان کا مطالعہ بالکل نہیں کیا پر ان دنوں میں میں بیمار ہوں اور ڈاکٹر نے مجھے زیادہ نوشت و خواند سے منع کیا ہے لیکن جونہی کہ میری صحت ترقی پکڑتی ہے میں ضرور عربی پڑھونگا اور پھر قرآن کی تلاوت بھی عربی ہی میں کیا کرونگا۔ اب میرے پاس قرآن کے انگریزی تراجم ہیں جنکو میں مطالعہ کیا کرتا ہوں۔

میری تعلیم کا یہ حال ہے کہ میں مقام سویڈن میں چھ سال کی عمر میں مدرسہ جاتا تھا اور یہاں میرے والدین نقل مکانی کر کے آگئے تھے اور میں نے کنیڈا کے ایک کالج میں ۱۶ سال کی عمر میں تعلیم پائی ہے اور خود نیویارک کے کالج میں بھی کچھ عرصہ جاتا رہا ہوں۔ ۲۰ سال سے مجھکو امریکہ میں رہنے کا اتفاق ہے اور باقی ۷ سال میرے سویڈن ڈنمارک اور فنلنڈ وغیرہ ممالک میں گذرے ہیں۔

میرے نام کی نسبت جو آپ کی بڑی آرزو ہے کہ میں کوئی اسلامی نام اختیار کر دوں شاید اس سے آپ کا یہ مطلب ہے کہ اپنے نام کے ماقبل ایک حصہ نام کا ایزاد کروں سو واضح ہو کہ میں وہ حصہ اپنے نام کے ساتھ (احمد حسن) نام کا ایزاد کرتا ہوں۔ لیکن تاہم اس امر کا خیال رہے کہ خط و کتابت میں نام کو بہت طول دیکر نہ لکھا جاوے کیونکہ امریکہ میں اس کو پسند نہیں کرتے اور اس لئے مناسب امر ہوگا کہ آئندہ آپ اے۔ ایچ۔ ایل انڈرسن کے نام سے مجھے مخاطب کیا کریں۔

اب میں خط کو ختم کرتا ہوں اور بڑی آرزو ہے کہ آپ کی صحت کامل اور ترقی درجات ہو اور مجھے دوسرے اور نئے دلچسپ حالات سے اطلاع دیویں۔

مسئلہ تثلیث کی ایجاد

ڈریپر اپنی کتاب میں بڑے بڑے علماء کے حوالے سے لکھتا ہے کہ موجد اس مسئلہ کا بشپ اتھاناسی اس ایلگزنڈریا نام تھا جو صدی سوم کے بعد ہوا ہے جب اُس نے یہ مسئلہ شایع کرنا چاہا تو ایریوس بشپ بڑی منکر کھڑا ہو گیا اور یہانتک اس مسئلہ میں عوام و خواص کو جھگڑا ہوا کہ روم کا بادشاہ کہ مجوسی تھا اور اس کو مباحثات سے دلچسپی تھی اُس نے چاہا کہ اس اختلاف کو اپنے حضور میں ہی فریقین کے علماء سے رفع کراوے چنانچہ اوس کی اجلاس میں بڑی سرگرمی سے مباحثات ہوئے اور نہایت عطف کیساتھ کونسل کی کرسیاں بچھیں اور مناظرہ کرنیوالے ۳۰۰ نامی پادری تھے آخر موحدین کا فرقہ جو یسوع کو محض انسان اور رسول جانتا تھا غالب آیا اور اس بادشاہ نے یونی ٹیرین کا مذہب اختیار کیا اور جتنے بادشاہ اُس کے بعد ہوئے سب موحد تھے چنانچہ جس قیصر کو ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خط لکھا تھا جس کا ذکر صحیح بخاری میں بھی ہے وہ بھی موحد ہی تھا۔ اُس نے قرآن کے اس مضمون پر اطلاع پاکر کہ مسیح صرف انسان ہے تصدیق کی جیسا کہ نجاشی نے بھی جو حبشہ کا بادشاہ تھا قسم کھا کر کہا کہ میرے نزدیک عیسیٰ اس سے ذرہ زیادہ نہیں جو قرآن نے اوس کی نسبت لکھا ہے گو نجاشی اس کے بعد کھلا کھلا مسلمان ہو گیا۔

منارۃ المسیح اور اُسکی مخالفت

الحکم کی کسی گذشتہ اشاعت میں اس مینار کے متعلق جو جامع مسجد قادیان کی تکمیل کی خاطر اُسکے مشرقی کونہ پر بنایا جانا تجویز ہوا ہے اور جسکا ابتدائی حصّہ قریباً ساڑھے چار ہزار روپیہ کے صرف سے طیار ہو گیا ہے ہم ایک آرٹیکل لکھ کر صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر گورداسپور کو توجہ دلا چکے ہیں اور ہمیں کامل امید ہے کہ صاحب موصوف اس پر پوری توجہ فرمائینگے۔ ۱۰ مئی ۱۹۰۳ء کو جناب تحصیلدار صاحب بٹالہ بھی اس مینارہ کا موقع دیکھنے کے واسطے تشریف لائے تھے تحصیلدار صاحب نے موقعہ کو دیکھا اور فریقین کے عذرات کو تحریری طور پر لے لیا گیا ہے۔

ہمیں یہ معلوم کر کے از حد افسوس ہوا کہ منارہ کے متعلق کسی ذمہ وار آفیسر نے اس قسم کی رپورٹ کی ہے یا بعض لوگوں نے ایسا کہا ہے کہ وہ ایک سیرگاہ ہوگا یا بطور تماشہ لوگ اس پر چڑھیں گے ہم اس مثل کی باقاعدہ نقل حاصل کرنے کے بعد اُس پر مفصل رائے زنی کرسکینگے لیکن سردست اس افواہ پر اگر یہ سچ ہے۔ ہمکو یہ کہنے کا حق حاصل ہے کہ مسجد کی نسبت ایسی رائے ظاہر کرنا یہی نہیں کہ گورنمنٹ کو مغالطہ دینا ہے بلکہ مسلمانوں کی مذہبی عبادت گاہ کی توہین اور ان کے اعتقاد پر حملہ کرنا ہے۔ کیونکہ مسجد میں تماشہ گاہ بنانا حرام ہے مسجدیں عبادت کیلئے ہوتی ہیں نہ تماشہ گاہ اس قسم کا لفظ مسجد یا اُس کے کسی حصّہ کے نسبت استعمال کرنا خطرناک مذہبی دل آزاری ہے جسکا اپیل ہم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے حضور کرتے ہیں کہ اگر مثل میں اس قسم کا کوئی لفظ ہو تو اُس پر مناسب نوٹس لیا جاوے سردست ہم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کی توجہ کیلئے دہلی کے بیدار مغز صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کا ایک تازہ فیصلہ ایک مسجد کی تعمیر کے متعلق پیش کر کے آپ کو اس معاملہ کے متعلق غور کرنے کیلئے مدد دینا چاہتے ہیں۔ دہلی میں اسی قسم کا ایک مقدمہ میونسپلٹی میں پیش ہوا ہے نوعیت ایک ہی قسم کی ہے اور ہم امید کرتے ہیں کہ اگر صاحب ضلع دہلی کے فیصلہ پر غور کیا جاویگا تو میجر ڈاس صاحب بہادر کو اچھا موقع ایک فیصلہ کیلئے مل جاویگا۔ چنانچہ اس مقدمہ کے حالات حسب ذیل ہیں جو کرزن گزٹ مطبوعہ ۲ مئی ۱۹۰۳ء کے صفحہ ۹ میں بہ تفصیل درج ہیں۔ ہم کامل وثوق سے کہتے ہیں کہ حضور ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر ضلع گورداسپور کیلئے اب اس فیصلہ کے بعد منارۃ المسیح کی تعمیر کا سوال بڑی صفائی سے حل ہو جاتا ہے اس سوال کے باضابطہ حل کئے جانے کے بعد ہمیں ضرورت پڑیگی کہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کو اس راز سے آگاہ کرنے کی کوشش کریں جو اس مخالفت کی تہ میں ہے۔

صاحبزادہ سلطان احمد خانصاحب بیرسٹر نے جو سیول لائین میں رہتے ہیں ایک درخواست اس مضمون کی میونسپل کمیٹی میں گذرانی کہ مجھے اپنی کوٹھی کے احاطہ میں ایک مسجد بنانے کی اجازت ملجائے۔ جسوقت وہ درخواست جلسہ میں پیش ہوئی تو سب سے پہلے دہلی کے سیول سرجن صاحب بہادر نے اس کی مخالفت کی اور کہا کہ سیول لائین میں مسجد کبھی نہیں بن سکتی۔ اس پر ایک مسلمان ممبر نے صاحب بہادر سے سوال کیا کہ کیا وجوہات ہیں۔ جس سے آپ ایسا فرماتے ہیں۔ کیا کوئی میونسپل ایکٹ ایسا ہے جس سے سیول لائین میں مسجد بنانے کی ممانعت نکلتی ہے یا خاص اور کوئی وجہ ہے۔ سیول سرجن صاحب موصوف نے اس کا یہ جواب دیا کہ صبح کے وقت موذن کی اذان سے ہمارے آرام میں خلل پڑیگا اس لئے ہم ہرگز اس بات کے رضامند نہیں ہیں کہ وہاں کوئی مسجد بنے۔ مسلمان ممبر نے اس کا نہایت ہی معقول جواب دیا اور بیان کیا کہ تمام دنیا میں صرف گورنمنٹ انگلشیہ کو یہ نہایت بڑا فخر ہے کہ اُسکو ہاں اول درجہ کی مذہبی آزادی رعایا کو عطا ہوتی ہے۔ اگر سیول لائین میں مسجد کو روکا گیا تو اس کے یہ معنے ہیں کہ برٹش اعظم کی حکمت عملی کو صدمہ پہنچایا گیا۔ رہا اذان کا آرام میں خلل انداز ہونے کے متعلق اس کا یہ جواب ہے کہ موذن کی آواز زیادہ سے زیادہ بیرسٹر صاحب کے احاطہ تک جاسکتی ہے۔ وہاں سے قریب ملی ہوئی ہے کسی انگریز کی کوٹھی نہیں ہے کوٹھی کے ایک طرف رسالہ پٹا ہوا ہے جس میں مسلمان بھی ہیں۔ ایکطرف قبرستان ہے۔ پھر نہیں سمجھ میں آتا آرام میں خلل کیونکر پڑسکتا ہے۔ اگر آرام میں کوئی خلل پڑنے کا اندیشہ ہے تو سب سے زیادہ انجن کی سیٹی سے خلل پڑنا چاہئے حالانکہ اُسکے خلاف آجتک کچھ نہیں سُنا گیا۔ اسپر جدید ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے جو اوّل درجہ کے انصاف پسند اور رحمدل ہیں مسلمان ممبر کی تائید ان الفاظ میں کی کہ بیشک گورنمنٹ انڈیا کو مذہبی آزادی دینے کا نہایت بڑا فخر حاصل ہے۔ پھر دوران تقریر میں ایک ہندو ممبر نے یہ سوال کیا کہ آیا سیول لائین میں کوئی مسجد بنی بھی ہے یا نہیں۔ اس پر دوسرے مسلمان ممبر نے یہ جواب دیا کہ ہاں یعقوب خانصاحب آفندی مرحوم کی کوٹھی میں مسجد بنی ہوئی ہے اس کا جواب ایک ہندو ممبر نے یہ دیا کہ وہ صرف ایک چبوترہ ہے مسجد نہیں ہے۔ مسلمان ممبر کی طرف سے جو اسکا جواب یہ دیا گیا کہ مسجد کے معنے جائے سجدہ ہے گنبد اور مینار سے نہیں ہے۔ ہر شخص کی توفیق ہے۔ جس کی جو توفیق ہوئی اُس نے ویسی مسجد بنالی غرض وہاں مسجد کا بنانا ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر نے منظور فرما لیا۔ اور صاحبزادہ صاحب کی درخواست پر یہ لکھا گیا کہ سائل کمیٹی میں نقشہ داخل کرے کہ کس طرز کی مسجد بنانا چاہتا ہے۔ ہم ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کے ممنون ہیں کہ انہوں نے اس معاملہ میں اس فراخ حوصلگی اور عالی ظرفی سے کام لیا جو برٹش قوم کا درحقیقت ایک تمغہ ہے اور یہی صفت ہے جس کو برٹش قوم تمام دُنیا کی قوم سے سربر آوردہ ہے۔

سچّا الہام اور اُسکی علامات

(۱) وہ اس حالت میں ہوتا ہے کہ جبکہ انسان کا دل آتش درد سے گداز ہو کر مُصفّا پانی کی طرح خدا تعالیٰ کی طرف سے بہتا ہے اسی طرف حدیث کا اشارہ ہے کہ قرآن غم کی حالت میں نازل ہوا لہذا تم بھی اُس کو غمناک دل کے ساتھ پڑھو۔

(۲) سچّا الہام اپنے ساتھ ایک لذت اور سرور کی خاصیت لاتا ہے اور نامعلوم وجہ سے یقین بخشتا ہے اور ایک فولادی میخ کی طرح دل کے اندر دھنس جاتا ہے اور اس کی عبارت فصیح اور غلطی سے پاک ہوتی ہے۔

(۳) سچّے الہام میں ایک شوکت اور بلندی ہوتی ہے اور دل پر اس سے مضبوط ٹھوکر لگتی ہے۔ اور قوت اور رُعبناک آواز کے ساتھ دل پر نازل ہوتا ہے مگر جھوٹے الہام میں چوروں اور مخنثوں اور عورتوں کی سی دھیمی آواز ہوتی ہے کیونکہ شیطان چور اور مخنث اور عورت ہے۔

(۴) سچّا الہام خدا تعالیٰ کی طاقتوں کا اثر اپنے اندر رکھتا ہے اور ضرور ہے کہ اس میں پیشگوئیاں بھی ہوں اور وہ پوری بھی ہو جائیں۔

(۵) سچّا الہام انسان کو دن بدن نیک بناتا جاتا ہے اور اندرونی کثافتیں اور غلاظتیں پاک کرتا ہے اور اخلاقی حالتوں کو ترقی دیتا ہے۔

(۶) سچّے الہاموں پر انسان کی تمام اندرونی قوتیں گواہ ہو جاتی ہیں۔ اور ہر ایک قوت پر ایک نئی اور پاک روشنی پڑتی ہے اور انسان اپنے اندر ایک تبدیلی پاتا ہے اور اُس کی پہلی زندگی مر جاتی ہے اور نئی زندگی شروع ہوتی ہے اور وہ بنی نوع کی ایک عام ہمدردی کا ذریعہ ہوتا ہے۔

(۷) سچّا الہام ایک ہی آواز پر ختم نہیں ہوتا کیونکہ خدا کی آواز ایک سلسلہ رکھتی ہے وہ نہایت ہی حلیم ہے جسکی طرف توجہ کرتا ہے اس سے مکالمت کرتا ہے اور سوالات کا جواب دیتا ہے اور ایک ہی مکان اور ایک ہی وقت میں انسان اپنے معروضات کا جواب پا سکتا ہے گو اس مکالمہ پر کبھی فترت کا زمانہ بھی آجاتا ہے۔

طاعون

السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ خط آپ کی خدمت میں ارسال کرتا ہوں ایسے اضطراب میں جس کو میں بیان نہیں کر سکتا آپ خود ہی اندازہ کر لیں کہ ایسی حالتوں میں انسان کے دل کی کیا کیفیت ہوتی ہے۔ یہاں طاعون ہے اور اپنا کام نہایت زور سے کر رہی ہے گویا کہ طاعون کا لفظ خود ایسا خوفناک ہے کہ آجکل تو اس کی تشریح کرنی فضول ہے مگر خانقاہ ڈوگراں اور خانقاہ کے علاقہ کی طاعون اس قسم کی ہے کہ اس طاعون کے واسطے کوئی اور زیادہ خطرناک لفظ ہونا چاہیئے گو سیالکوٹ میں بھی طاعون ہی ہے +

اور ظفروال وغیرہ میں بھی بہت سخت طاعون رہی ہے۔ مگر یہاں کا حال تو یہ ہے کہ کوئی اور مقام اس نظر کیواسطے پیش نہیں کیا جا سکتا جیسے کہ گرمیوں میں جب ٹڈے کثرت سے ٹنگورے اڑتے ہیں تو چاروں طرف سے وہ کاں کاں اور وہ کائیں کی آوازیں آتی ہیں یہی حال یہاں ہے یہاں دنوں کا حساب نہیں بلکہ رات دن میں کوئی گھنٹہ خالی نہیں جاتا جس میں کوئی نئی موت کا شور نہیں اٹھتا۔ مرنے پر لوگ روتے اور اقربا بین کرتے ہیں مگر یہاں کے مرنے والے کے واسطے کوئی رونے والا نہیں جوان بیٹا مرتا ہے مگر باپ کو نہ تو رونا آتا ہے اور نہ ماں کو بین یاد آتے ہیں وہ مردہ کو وہیں پڑا چھوڑ کر خود کسی اور درخت کے نیچے جا بیٹھتے ہیں سوا اس جوان مرنے والے کے ساتھ ان کی صرف یہ ہمدردی ہے کہ وہ تلاش کرتے ہیں کہ کوئی آدمی ملے تو اس کو صرف یہ پیغام دیدیں کہ فلاں جگہ ایک لاش پڑی ہے اس کو جلادو یا دبادو۔ وہ دودھ پیتے بچوں کو طاعون ہو جاتی ہے لیکن وہ ماں جو ذرہ سی تکلیف میں بچے کو چوم کر چھاتی سے لگالیتی تھی وہی اس کو گود سے نکال کر پرے پھینک دیتی ہے اگر بہت رحم اور درد ہوا تو کسی درخت کے نیچے تڑپنے کے واسطے رکھکر خود بھاگ گئی ہے۔ اور یہ اتفاقی واقعات نہیں بلکہ ہر روز یہی حالت ہے جو اپنی آنکھوں سے دیکھتا ہوں اور کانپ رہا ہوں کہ خدا جانے یہ کیا ہو رہا ہے اور خدا کیا کرنا چاہتا ہے اور اس میں شبہ نہیں کہ اگر یہی حال رہا تو چند روز تک کوئی انسان کا بچہ بھی نظر نہ آویگا انسان تو کیا میں چونکہ باہر جنگل میں کام کرتا ہوں صبح کئی سانپ دیکھتا ہوں جو اپنی بلوں سے نکل نکل کر باہر مرے پڑے ہیں اور بعض مر رہے ہیں اور مجھے شک نہیں کہ وہ طاعون سے مرتے ہیں۔ ورنہ اس طرح سانپوں کا خود بخود مرنا یہ معنے رکھتا ہے ایک ایک قدم پر میں حضرت اقدس کے الفاظ پورے ہوتے دیکھتا ہوں اور خدا گواہ ہے کہ دنیا مجھکو تاریک نظر آتی ہے۔ اسوقت جبکہ میں دیکھتا ہوں کہ باوجود یہ حال ہونے کے کسی بشر کو یہ خیال نہیں آتا کہ یہ سب کچھ خدا کی طرف سے ہے ہاں حیلہ سے تو سب کہتے ہیں کہ جو خدا کی مرضی مگر یہ الفاظ بھی اس طرح سے ادا نہیں کرتے کہ واقعی ان کو یقین ہے کہ یہ خدا کی طرف سے ہے اور یہ خدا کر رہا ہے بلکہ ایک ٹھٹھے کے طور پر اور بعض وقت ساتھ گندی گالیاں بھی نکالتے ہیں اور خانقاہ میں جا جا کر اسطرح گڑگڑا کر اور سجدے میں گر گر کر دعائیں مانگتے ہیں کہ میرا دل محسوس کرتا ہے کہ اس کثیر تعداد میں سے جو اسطرح خانقاہ میں گریہ وزاری کرتے ہیں اگر ایک بھی ایسے ہی سچے دل سے جیسے وہ خانقاہ میں جاتے ہیں خدا کے سامنے روویں تو خدا ضرور ضرور ان سے یہ آفت دور کر دیوے خانقاہ کے بڑے بڑے گنبد دیکھکر اور قبروں پر سبز سرخ کپڑے دیکھکر ان لوگوں کو ایک منٹ کیواسطے یہ یقین نہیں آتا کہ ان چیزوں کے سامنے خدا کی بھی کوئی ہستی ہے یا نہیں۔ بس دیکھتے ہی سجدے میں گرتے اور یا حاجی دیوان یا حاجی دیوان کے نعرے مارتے اور روتے اور خاک میں لیٹتے ہیں بلکہ ساتھ ہی چھوٹے معصوم بچے ہوتے ہیں ان کو پکڑ پکڑ کر زبردستی انکا ماتھا قبروں کے ساتھ رگڑتے ہیں اور پھر وہ بچے جوں جوں زیادہ روتے اور چلاتے ہیں توں توں ان بیچاروں کو زیادہ رگڑتے ہیں اور ان سے ان کا مدعا یہ ہے کہ جب بچوں کو تکلیف دی جاوے گی تو خانقاہ والے حاجی دیوان صاحب ضرور رحم کرینگے غرض کہ میری تو یہ حالت ہے کہ جب کثرت سے موتیں چاروں طرف دیکھتا ہوں تو خواہ مخواہ کانپ جاتا ہوں اور استغفار اور دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ اس آفت کو دور کر مگر جب خانقاہ پر نظر پڑتی ہے اور خانقاہ کا نظارہ دیکھتا ہوں جو کہ ہر وقت پیش نظر رہتا ہے تو پھر خواہ مخواہ میرے منہ سے یہ الفاظ نکلتے ہیں کہ یا اللہ واقعی یہ لوگ اسی قابل ہیں جب تک یہ عمارت تباہ نہ ہو یہ لوگ تیری طرف نہ مڑیں چاروں طرف آگ ہی آگ نظر آتی ہے اور چونکہ ہر وقت آنکھوں کے سامنے یہی حالت رہتی ہے کہ ادھر ادھر سے تو جھٹ دوسری طرف مڑے ادھر سے ہٹے تو چار دائیں طرف سے جا رہے ہیں اور وہاں سے آگے بڑھے تو چار دوسری طرف چل رہے ہیں غرض کہ قیامت کا نمونہ نظر آ رہا ہے لوگ کہتے ہیں کہ قیامت میں جب سورج سوا نیزہ پر آجاوے گا تو گرمی اور جلن سے بیتاب ہو کر سب بھاگیں گے مگر جو مسجد میں چلا جاوے گا وہ بچیگا لیکن یہاں ان لوگوں کے واسطے کوئی ٹھکانا نہیں جس طرف بھاگتے ہیں یا جس درخت کے نیچے جا بیٹھتے ہیں کیونکہ موت ہی ان کے گھر ہیں وہاں بھی موت منتظر بیٹھی ہوئی ہوتی ہے فصل پختہ ہو چکی ہے اور بالکل کٹنے کے قابل ہے بلکہ بعض کھیت تو خود بخود ٹوٹ ٹوٹ کر نیچے گر رہے ہیں مگر کوئی ان کی خبر لینے والا نہیں وہ کھیت جو زمینداروں نے بڑی محنت سے لگائے تھے اب جبکہ کاٹنے کا وقت ہے تو کسی انسان کے ہاتھ میں طاقت نہیں رہی کہ ان کو کاٹے ہاں چڑیاں خدا نے اس کثرت سے بھیجدی ہیں کہ چند دنوں میں سوائے خالی پودوں اور خوشوں کے جس میں دانہ بالکل نہ ہوں اور کچھ نہیں نظر آوے گا۔ دانے چڑیاں کھا رہی ہیں اور انسانوں کو طاعون کھا رہی ہے نہ کوئی انسانوں کو سنبھالنے والا اور نہ فصلوں کو اور پھر غضب یہ کہ دن بدن کچھ زیادتی ہی ہے کمی نہیں۔ کوئی رات خالی نہیں جاتی کہ ایک دو چھینٹے مینہ کے نہ پڑیں اور بادل تو ہر وقت رہتے ہیں۔ ہوا رات دن ہے سورج نظر ہی نہیں پڑتا اور چاروں طرف موت اور مردے ہی نظر آتے ہیں۔ غرض کہ میں نے یہ سب کچھ اسواسطے لکھا ہے کہ تا آپ اس جگہ کی حالت کا اندازہ کر سکیں۔ اور ان کے لئے درد بھرے دل سے دعا کریں اور مسجد میں بھی دعا کرا دیں ◆

یہاں اب ماتحتوں سے لیکر افسروں تک سب بھاگ گئے ہیں صرف میں ہی رہ گیا ہوں ورنہ جہاں جہاں کسی کے سینگ سمائے ہیں چلے گئے ہیں اور جو چلے نہیں گئے اور یہاں موجود ہیں وہ بھی باہر دور جنگلوں میں اور باغوں میں جا رہے ہیں صرف شہر کا نظارہ دیکھنے کے واسطے شہر میں میں ہی باقی ہوں جو ہر وقت دیکھ دیکھ کر اور سہم سہم کر استغفار استغفار کرتا رہتا ہوں۔

آج چونکہ طاعون نے ایک خاص حملہ کیا ہے اسی سے بےچینی کی حالت میں رہ رہا ہوں خاص خانقاہ کے احاطے میں اور اس احاطے کے متعلق جو بستی ہے جس میں تقریباً سو ڈیڑھ سو گھر کی آبادی ہے وہاں طاعون نہیں ہے صرف یہ ٹکڑا ابھی تک بچا ہوا ہے اور یہی لوگوں کی بڑی گمراہی کا اور اس بستی کے رہنے والوں کے بڑے غرور کا باعث ہو رہا ہے اور لوگوں کو یقین ہے کہ خانقاہ کے متعلق احاطے میں طاعون نہیں آسکتی۔ مگر آج وہاں بھی ایک کیس ہوا ہے جس کو میں کہہ سکتا ہوں کہ آج وہاں بھی شروع ہوئی ہے مگر اسوقت تک اس احاطے میں خیریت ہی ہے مگر مجھکو تو معلوم ہے کہ خدا انکو اتنی مہلت دیکر نہایت سختی سے پکڑنا چاہتا ہے۔ کیونکہ جوں جوں طاعون کا زور زیادہ زیادہ ہوتا ہے توں توں یہ لوگ زیادہ شوخ ہوتے ہیں کہ ہمارے نزدیک طاعون نہیں آتی۔ خاص کر گدی نشین صاحبان کے خطے میں سے بہت سے چوبے مر رہے ہیں۔ مگر اس امر کی پرواہ نہیں کرتے۔ میں دوبارہ دعا کے واسطے عرض کرتا ہوں اور ختم کرتا ہوں فقط

ارشاد از خانقاہ ڈوگران